REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ و علی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO-P/GDP-23

جلد ۴۱

شمارہ ۳۳

شرح چندہ
سالانہ ... روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:-
منیر احمد خادم

نائبین:-
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

The Weekly BADR Qadian 143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۳ / صفر ۱۴۱۳ ہجری | ۱۳ / ظہور ۱۳۷۱ ہش | ۱۳ / اگست ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپکی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔

مالی قربانی کرنیوالی بھارت کی مخلص جماعتوں کے متعلق

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اظہار خوشنودی

محترم جناب ناظر صاحب بیت المال آمد کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا مکتوب گرامی

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال یکم جولائی ۱۹۹۱ء تا ۳۰ / جون ۱۹۹۲ء ہے۔ ویسے تو تاریخ احمدیت میں ہر ۳۶۵ دن کے بعد نیا مالی سال شروع ہوتا ہے۔ اور ایک نئے عزم اور ولولہ سے سلسلہ کے کام شروع ہوتے ہیں۔ اور اس کے مثمر بثمرات حسنہ کے لئے دعائیں اور کوششیں کی جاتی ہیں۔ اس طرح یہ قافلہ رواں دواں اپنی منزل کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ لیکن ۹۲-۱۹۹۱ء اس اعتبار سے انتہائی اہمیت کا سال تھا کہ شروع مالی سال سے ہی سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہندوستان میں آمد کی خبر گرم تھی جس کی وجہ سے تمام ہندوستان میں مقیم احمدیوں کے دلی جذبات کا اظہار ممکن نہیں۔ پھر بھی اتنا ہی تحریر کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ ہر شخص کے دل میں یہ شدید تڑپ تھی کہ کسی نہ کسی طرح قادیان کے جلسہ سالانہ میں پہنچ کر حضور پر نور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں جس کی وجہ سے ہندوستان کے غریب احمدی پورے چھ ماہ زاد راہ میں لگے رہے اور بالآخر وہ دن آگیا جس کے لئے برسوں سے آنکھیں فرش راہ تھیں۔ دوران قیام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جہاں ہندوستان کی تبلیغی و تربیتی امور کا جائزہ لیا اور بے حد مفید مشورے عنایت فرمائے۔ وہاں صدر انجمن احمدیہ کے مالی امور کا بھی بغور جائزہ لیا اور بجٹ ۹۲-۱۹۹۱ء کے تعلق سے فرمایا کہ ابھی ہندوستان میں اضافہ چندہ کی کافی گنجائش موجود ہے آپ کوشش کریں۔ انشاء اللہ یہ بجٹ پورا ہوگا۔

ماہ جنوری ۱۹۹۲ء تا ۳۰ / جون ۱۹۹۲ء ۶ ماہ کے عرصہ میں ایک خطیر رقم کو پورا کرنا بظاہر ممکن نظر نہیں آرہا تھا۔ لیکن پیارے آقا کی دعاؤں اور خصوصی توجہ کے نتیجے میں دل میں اطمینان اور یقین تھا۔ ماہ اپریل ۱۹۹۲ء کو جو رپورٹ نظارت بیت المال آمد کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائی گئی اس رپورٹ کو حضور پر نور نے ملاحظہ فرمانے کے بعد جو چٹھی خاکسار کے نام ارسال فرمائی ہے اس کا مکمل متن درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی توقعات پر پورا اترنے اور بے لوث مالی قربانی کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

مکرم ناظر صاحب بیت المال آمد قادیان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے رپورٹ آمد چندہ جات تا اپریل ۱۹۹۲ء بھجوائی ہے۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ الحمدللہ۔ آخر بھارت میں بھی وہ نظارے نظر آنے لگے جو دنیا کی دوسری جماعتوں میں روز مرہ دکھائی دیتے ہیں۔ تب ہی تو میں بار بار آپ کو سمجھاتا تھا کہ اپنے حوصلہ اور توقعات بلند رکھیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح محمدی صلی اللہ علیہما السلام کا معیار قربانی بہت بلند ہے۔ ہماری کوششیں مات کھا جائیں تو الگ بات ہے۔ ورنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے آخرین میں جو کوثر جاری فرمایا ہے وہ ختم ہونے والا نہیں۔

تمام قربانی کرنے والی مخلص جماعتوں کو میرا محبت بھرا سلام اور جزاکم اللہ احسن الجزا اور مرحبا اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ وَثَبِّتْ اَقْدَامَھُمْ

شعبہ مال کے جملہ کارکنان کو بھی میرا محبت بھرا سلام اور جزاکم اللہ

والسلام خاکسار: مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

۲۶/۶/۹۲

میر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر، نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۳ ظہور ۱۳۷۱ ہش

آزادیٔ ہند کی پینتالیسویں ۴۵ سالگرہ مبارک ہو!

ہر سال کی طرح چند یوم بعد ۱۵ اگست کا دن آنے والا ہے (ممکن ہے بعض دور دراز جگہوں پر یہ شمارہ ۱۵ اگست کے بعد پہنچے) اور ہر سال کی طرح سرکاری و غیر سرکاری رسوم اور ڈیوٹیوں کی ادائیگی کے بعد اس مبارک دن کو ہم ماضی کے قبرستان میں دفن کر دیں گے۔ ۱۵ اگست کے ایسے کتنے ہی دن آئے اور غائب ہو گئے اور ہم میں سے اکثر یہ بات سمجھ نہیں پائے کہ ایسے مبارک اور تاریخی دنوں کی آمد اور ان دنوں کی تقاریب کے پردوں میں کیا راز پنہاں ہیں، کونسے عظیم الشان سبق ہیں جو ہم نے حاصل کرنے ہیں، اور جن کی روشنی میں مستقبل کی سرزمین کو ہموار کر کے اس پر آزادی ہند سے متعلق ہمارے بزرگوں کی عظیم الشان خوابوں کے محلات کو تعمیر کرنا ہے۔

گزشتہ چوالیس سالوں میں ہم نے کیا کھویا کیا پایا ایک کھلی کتاب کی طرح ہے جسے نہ صرف ہم بلکہ پوری دنیا اچھی طرح جانتی ہے ہمارے بزرگوں نے جب آزادی ہند کا سنہرا خواب دیکھا تھا تو یقیناً ان کے دماغوں میں ایسے خوبصورت بھارت کی تصویر تھی جو امن و سلامتی کا گہوارا ہوگا۔ جہاں کے سو فیصد شہری تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں گے، جہاں ہر ایک کو خواہ وہ دیہاتی ہو یا شہری صحت کی عمدہ سہولتیں میسر ہوں گی جہاں کھانے، پینے اور رہائش کی کوئی تنگی نہ ہوگی۔ لیکن آج بھی اگر ہمارے ملک میں ہزاروں دیہات ایسے ہوں جہاں بنیادی انسانی سہولتیں بھی میسر نہ ہوں جہاں پکی سڑکیں، بجلی، صاف پانی، سکول، اور پرائمری ہیلتھ سنٹر تک کا انتظام نہ ہو تو خود ہی بتائیے کہ ایسے دیہاتوں میں بسنے والے معصوم ہندوستانیوں کو بھلا آزادی ہند سے کونسی دولت نصیب ہوئی۔ وہ جیسے انگریزوں کے زمانہ میں تھے ویسے ہی آج آزاد بھارت میں بھی ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ آزادی کے بعد بعض شعبوں میں ہم نے ایک حد تک ترقی بھی کی ہے لیکن اس بات سے سب ہی اتفاق کریں گے کہ عام آدمی تک زندگی کی سہولتیں یہاں تک کہ بعض بنیادی سہولتیں بھی پہنچانے کی ہماری رفتار اتنی تیز نہیں جتنی کہ ہونی چاہیئے ہندوستان کے اکثر صوبوں میں آج بھی ہمارے کسان اپنے ہاتھوں سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ اور بعض جگہوں پر تو ہاتھوں سے بھی سیراب کرنے کے لئے پانی میسر نہیں کاشتکاری کے وہی پرانے طریقے اور سخت محنت اور پھر اس کے بعد سال بھر کا اناج بھی اکثر کسانوں کو اپنے کنبوں کے لئے میسر نہیں آتا۔ آج بھی آپ کو گاؤں کی کچی سڑکوں پر ایسی بیل گاڑیاں رینگتی ہوئی نظر آئیں گی جن کو نیم مردہ بیل چوں چوں کی ایسی دردناک آوازوں کے ساتھ گھسیٹ رہے ہوتے ہیں گویا اپنا اور اپنے مالک کا مرثیہ پڑھ رہے ہوں۔ دنیا کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی لیکن دیہاتوں میں بسنے والے کروڑوں لوگوں تک نہ تو تعلیم پہنچی اور نہ ہی ترقی یافتہ دنیا کی ہوا تک انہیں لگی۔ خود ہی سوچیئے کہ اس امر سے کیا فائدہ کہ ہم بڑے بڑے خلائی سٹیشنوں سے راکٹ تو چھوڑیں اور باہر کی دنیا میں اپنی فتح کے نقارے بجائیں لیکن دوسری طرف ہمارے غریب ملک میں لاکھوں گھرانے ایسے بھی ہوں جنہیں دو وقت پیٹ بھر کر روٹی تک میسر نہ ہو۔

ایسی تشویشناک صورت حال کے ساتھ ساتھ مزید بد قسمتی یہ ہے کہ آج ہمیں خود اپنے ہی ہم وطنوں سے امن کی کوئی گارنٹی نہیں رہی، اور ہماری سیکورٹی فورسز اور افواج جو پہلے صرف وطن کی سرحدوں کی حفاظت کرتی تھیں آج ان کو اندرون وطن سے ہی خطرات لاحق ہیں۔ ہندوستان کے کس صوبے کا ذکر کیا جائے اور کس کو چھوڑا جائے۔ ان حالات میں ہر سال دفاع پر ہمارے اخراجات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

یہ سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں کی سوچ مثبت ہو۔ نیتیں صاف ہوں۔ اور ملک و قوم کی خدمت کے لئے ان کے دلوں میں سچی لگن اور تڑپ موجود ہو لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ سیاست اب ایسی دکانداری میں تبدیل ہو چکی ہے جس میں باقی تمام تجارتوں سے بڑھ کر منافع نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس میدان میں اب ایسے ایسے لوگ اترے ہیں جنہوں نے کبھی صحت نیت سے قوم و ملت کی سچی خدمت کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا یہ لوگ اپنے مال و دولت کے بل بوتے پر میدان سیاست کے شہسوار ہیں اور انتخابات میں خرچ کی گئی رقوم پھر جائز و ناجائز طریقے سے حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اور جن کی دکانداری امن کے زمانہ کی نسبت بدامنی میں زیادہ پھلتی پھولتی ہے۔

وقت ہے کہ ہم اب بھی سنبھل جائیں انتخابات کے قوانین میں اگر ترمیم ہو سکتی ہے تو ضرور کرنی چاہیئے۔ ایماندار کام کرنے والے اور بلا لحاظ مذہب و ملت قوم کی خدمت کرنے والے تعلیم یافتہ اور لائق لوگوں کو آگے آنے کا موقع دیا جانا چاہیئے۔ اور ایسی جمہوریت کو اب خیرباد کہنا چاہیئے جس میں معصوم عوام لالچ اور خوف سے اپنے راہنماؤں کو سامنے لاکر بعد میں خود ان سے ملنے اور اپنی بات تک کہنے سے بے بس ہو جاتے ہیں۔ ہمیں مرکز اور صوبوں کے تعلقات کے بارہ میں ازسرنو جائزہ لینا چاہیئے۔ جس حد تک خود مختاری دی جا سکتی ہے ضرور غور ہونا چاہیئے۔ ناراض بھائیوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ ان کے ماضی کے شکوک و شبہات کو دور کیا جانا چاہیئے۔ اگر آج بھی ہم نے یہ سب کر لیا یا کرنے کی کوشش شروع کی دی تو یقین جانیئے کہ ہم اپنی منزل مقصود کی طرف واپس لوٹ سکتے ہیں اور ہم آزادی ہند کے وقت اپنے بزرگوں کے دیکھے ہوئے سنہرے خوابوں کی تعبیر بن سکتے ہیں ——— !

اس عزم مصمم کی پیشکش کے ساتھ اہل وطن کو آزادی ہند کی ڈھیر ساری مبارک بادیاں ——— !!

(منیر احمد خادم)

یادِ ایام

ہے آزادی کا دن، دورِ کہن کی یاد آئی ہے
ستم کی قہر کی، دار و رسن کی یاد آئی ہے
وہ آزادی کی دُھن میں جان دے دینا جوانوں کا
جنوں کی، عشق کی، دیوانہ پن کی یاد آئی ہے
خزاں نے جو کیا غارت چمن کی یاد آئی ہے
گُلِ لالہ کی، سوسن کی، سمن کی یاد آئی ہے
مری مجبوریاں لے آئیں مجھ کو اس گلستاں میں
وگرنہ کوہ، دریا کی دمن کی یاد آئی ہے
فضائیں دلستاں، ہر جا تبسم، چاندنی راتیں
وہاں کے حسن کی، اِک بانک پن کی یاد آئی ہے
جنوں کے رقص فرمانے کا موسم بادہ پیمائی
کنارے پر سواں کے انجمن کی یاد آئی ہے
غنیمت ہے جنابِ رازؔ کا ملنا میسر ہے
ملا اُن سے تو اک عہدِ کہن کی یاد آئی ہے

(جسونت سنگھ رازؔ)

تقویٰ و طہارت:۔ "بس ہمیشہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اُس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے جیسے کہ فرمایا وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (طلاق) جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہو یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اس کا کام ہی نہیں چل سکتا اس لئے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے" (ملفوظات)

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ سے زندگی حاصل کرنے کا راز یہ ہے کہ دنیا کے تعلقات پر موت وارد کریں

رات کا اُٹھنا اور اس کی عبادت کرنا نفس کو پاؤں تلے روندنے کا سب سے بڑا اور طاقتور ذریعہ ہے

ایک احمدی کیلئے داعی الی اللہ بننے کا بہترین نسخہ

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۲۶ ؍احسان (جون) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ المزمل کی درج ذیل آیات کریمہ ۲ تا ۱۰ کی تلاوت فرمائی:-

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ ۲
قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ۳
نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ ۴
اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۵
اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۶
اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۷
اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۸
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۹
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۱۰

بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یہ آیات قرآنی جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا یٰٓاَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ ۙ

اے چادر میں لپٹے ہوئے خدا کی رحمت کا انتظار کرنے والے

قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ رات جاگ کر کاٹا کر سوائے اس کے کہ اس کا کچھ حصہ آرام کے لئے رکھ لے۔ نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا ۙ یا تو نصف رات جاگ کر کاٹ اور نصف آرام کے لئے رکھ یا اس میں سے کچھ کم کرلے۔ اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۙ یا اس میں کچھ اضافہ کرلے اور قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھا کر۔ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ہم تجھے ایک بہت ہی بوجھل بات بتانے والے ہیں۔ ایسی بوجھل بات جس کو برداشت کرنا، جس کے تقاضے پورے کرنا بہت ہی مشکل کام ہے اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطْاً لیکن اس کا علاج بھی تجھے بتاتے ہیں۔ رات کو اُٹھنا اور اس کی عبادت کرنا نفس کو پاؤں تلے روندنے کے لئے سب سے بڑا اور طاقتور ذریعہ ہے وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا اور سچی بات اور مضبوط بات وہی ہے جو رات کو اٹھ کر کی جاتی ہے۔ اِنَّ لَکَ فِی النَّہَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا دن بھر تیرے لئے بہت کام ہیں۔ تُو کاموں میں بیحد مصروف رہتا ہے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ اپنے رب کا نام بلند کیا کر اور اس کا ذکر کیا کر وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا اور غیروں سے تعلق کاٹ کر کلیتہً اس کی طرف خالص ہو جا یعنی کاملۃً اس کا ہو جا یہاں تک کہ کسی غیر سے کوئی بھی تعلق باقی نہ رہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وہ مشرق کا بھی رب ہے اور مغرب کا بھی رب ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وہی ایک خدا ہے جس کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا اسی پر توکل کر اور وہی تیرا وکیل ہے۔

ان آیات میں جو مضمون تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے اس سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بہت ہی عارفانہ اقتباس میں نے آج آپ کے سامنے پڑھنے کے لئے مخصوص کیا ہے لیکن اس سے پہلے میں مختصراً آپ کو بتاتا ہوں کہ دَنَا کے مضمون کے ساتھ ان آیات کا بہت گہرا تعلق ہے۔

اس سے پہلے گزشتہ خطبہ میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سب سے اعلیٰ شان یہ بیان فرمائی گئی کہ وہ اپنے رب کے قریب ہوئے اور اتنا قریب ہوئے کہ اُفقِ اعلیٰ تک آپ کی رسائی ہوئی وہ اُفق جس پر کسی اور نبی کی رسائی نہیں ہوئی تھی وہاں آپ نے اپنے رب سے وہ سب کچھ پایا جو ایک بندہ پا سکتا ہے اور پھر اس سے بوجھل ہو کر اس رحمت سے لدکر زمین کی طرف جھکے اور بنی نوع انسان کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔

یہ مضمون چونکہ اتنی عظمتوں اور رفعتوں والا مضمون ہے کہ عام انسان یہ سوچتا ہے کہ شاید میری وہاں تک کبھی رسائی ممکن ہی نہیں اس لئے یہ باتیں میرے لئے نہیں بلکہ مجھ سے بہت اُونچی باتیں ہیں اور اس مضمون پر غور کرنے کے بعد بعض دفعہ دل میں تحریک اور تحریص ہونے کی بجائے عام انسان بُجھ سا جاتا ہے کہ کہاں وہ بلند پروازیاں اور وہ عظمتیں اور رفعتیں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رسائی ہوئی اور کہاں یہ عاجز زمین کا کیڑا؟ یہ باتیں تو صرف حضور ﷺ کے لئے خاص ہیں ہم لوگ اس میں مخاطب بھی نہیں اور ان باتوں کو قبول کرنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے۔ یہ خیال غلط ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مضمون فصاحت وبلاغت کے ساتھ رفعتوں کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے تو انسان کا ذہن ایک ایسی فضا میں اُڑنے لگتا ہے کہ اس کو حقیقت کی دنیا میں اس مضمون کو چسپاں کرنے کی توفیق نہیں ملتی اور اس کی تفصیل سے آگاہ نہیں ہوتا۔

قرآن کریم نے ان آیات میں جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں دَنَا کی کیفیت بیان فرمائی ہے فرمایا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دَنُوّ کیسے ہوا تھا اور یہ وہ دَنُوّ ہے جس میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ہر مومن پا سکتا ہے کیونکہ یہ ایک REALISTIC مضمون ہے

ایک حقیقت پر مبنی مضمون

ہے۔ اب یہ اُونچی فضاؤں کی باتیں نہیں ہو رہیں اس دنیا میں دنیا سے تعلق توڑنے اور خدا سے تعلق جوڑنے کا مضمون بیان ہوا ہے اور ایسے واقعاتی رنگ میں بیان ہوا ہے کہ انسانی ذہن رفعتوں میں نہیں اُلجھتا بلکہ دنیا کے عام حالات میں چلتے پھرتے اپنی زندگی پر اس مضمون کو چسپاں کرتے ہوئے اپنے حالات کا جائزہ بھی لے سکتا ہے اور اپنے لئے آئندہ

وہ سحر عمل بھی معین کر سکتا ہے۔ پس دَنَا کے مضمون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رفعتوں کا ذکر فرما کر خدا تعالیٰ نے اس موقعہ پر آنحضور کے ان کمالات کا ذکر فرمایا، ان محنتوں اور جد و جہد کا ذکر فرمایا جن کے نتیجہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو رفعتیں عطا ہوئیں۔

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ اے چادر میں لپٹے ہوئے انسان قُمِ الَّیْلَ کی ایک عام تشریح یہ کی جاتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو واپس جاکر آپ نے اس وحی کے اثر کے نیچے ایسی کیفیت محسوس کی جیسی کیفیت بخار چڑھنے سے پہلے ہوتی ہے یعنی آپ کی طبیعت پر اتنا غیر معمولی اثر تھا، اتنی قوی وحی تھی کہ اس کے بوجھ سے آپ کانپ رہے تھے اور اس موقعہ پر آپ نے زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فرمایا کہ مجھے چادر اوڑھادو، مجھے کپڑے پہنادو۔ یعنی جس طرح بیمار آدمی کہتا ہے کہ مجھ پر لحاف ڈال دو میں سردی محسوس کر رہا ہوں، تو یہ کوئی ملیریا والی کیفیت تو نہیں تھی کہ زملونی فرما رہے تھے یہ تو ایک غیر معمولی طاقت ور وحی کے نزول کے نتیجہ میں جسم پر جو دباؤ پڑا ہے اس سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ بدن پارہ پارہ ہو رہا تھا جیسے کہا جاتا ہے کہ جسم SHATTER ہو گیا اس وقت جو آپ نے سردی محسوس کی ہے اس کے نتیجہ میں فرمایا زملونی تو ایک معنی اس کا یہ کیا جاتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ اے وہ شخص جو میری وحی کے رعب سے چادر میں لپٹ گیا ہے اور ایک مستقل معنی اس کا یہ ہے کہ وہ شخص جو دنیا سے تعلق توڑنے کے لئے اللہ کے لئے خالص ہونا چاہتا ہے اور اپنے آپ کو سمیٹ رہا ہے۔ اور لپیٹ رہا ہے چادر گرمی سے بچاؤ کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اور سردی سے بچاؤ کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے یہ ایک قسم کی INSULATION ہے۔ ایک ایسی چیز ہے جو ماحول سے کاٹتی ہے اور اپنے بدن کو ماحول کے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے تو اس کا دائمی اور مستقل معنی یہ ہے کہ اے میرے وہ بندے جو تمام دنیا سے کٹ کر میرے لئے خالص ہو جانا چاہتا ہے جو دنیا کے ہر قسم کے اثرات سے بچ کر اپنا قبلہ صرف مجھے بنانا چاہتا ہے اور میری تحویل میں آجانا چاہتا ہے میں تجھے اس کا علاج بتاتا ہوں کہ یہ کیسے ہوگا۔ پس پہلے دنیا سے کٹنے کا اور خدا کے لئے خالص ہو جانے کا ارادہ ہے۔ اس ارادے کے بعد اگلا قدم کیا ہے فرمایا قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ رات کو اٹھا کر وہ لوگ جو پانچ وقت کی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت میں کچھ نہ کچھ رات کا حصہ پایا جاتا ہے مغرب کی نماز بھی رات کی نماز ہے عشاء کی نماز بھی رات کی نماز ہے اور صبح کی نماز کا ایک حصہ بھی رات ہی کی نماز کہلاتا ہے۔ کیونکہ سورج غروب ہونے اور سورج چڑھنے کے مابین جو زمانہ ہے وہ رات کا زمانہ ہے۔ لیکن اس میں جس عبادت کا ذکر ہے وہ اس کے علاوہ ہے اور وہ تہجد کی عبادت کا ذکر ہے پس رات کے نصف سے مراد یہ نہیں ہے کہ سونے کے بعد اور عام طور پر صبح کی نماز پر اٹھنے سے پہلے جو وقت ہے اس کا نصف اگر اس کا نصف کیا جائے تو آرام کے لئے بہت ہی تھوڑا وقت ملتا ہے پس رات کے نصف سے مراد یہ ہے کہ کچھ حصہ پہلے ہی عبادت میں کٹ جاتا ہے۔ مغرب کی نماز ہے وہ بھی عبادت میں صرف ہوتی ہے۔ پھر سنتیں ہیں نوافل ہیں ہر شخص کو اپنی اپنی توفیق کے مطابق اس پر کچھ نہ کچھ وقت لگانا پڑتا ہے۔ پھر عشاء کی نماز اور اس کے تقاضے اور آگے اور پیچھے سنتیں اور عبادتیں ہیں پھر صبح کی نماز کی تیاری اور صبح کے وقت کی تلاوت یا نماز پر جانے سے پہلے سنتیں یہ تو وہ حصے ہیں جو ہر مومن کو کچھ نہ کچھ نصیب ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نصف رات اس سے علاوہ خدا کی خاطر صرف کیا کر۔

وہ جو نصف رات ہے اس کے متعلق مختلف مفسرین نے مختلف اندازے لگائے ہیں یہ مضمون جو یہاں بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص موسم میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور بعد کے بدلتے ہوئے موسموں کو مدنظر رکھتے ہوئے، سال کے مختلف حصوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مضمون کو آگے بڑھایا گیا ہے۔ سب سے چھوٹی رات گرمیوں کی رات ہوتی ہے پس گرمیوں کی راتیں میں اگر نصف عبادت کی جائے تو کوئی بڑا وقت عبادت کا نہیں پس میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس آیت کا نزول گرمیوں میں ہوا ہے اور گرمیوں ہی سے بات شروع ہوتی ہے۔ فرمایا قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا گرمیوں کی راتیں تو اتنی چھوٹی ہوتی ہیں کہ مغرب اور عشاء اور صبح کی عبادتوں کو اگر نکال دیا جائے، تو پچھلی راتیں میں بہت تھوڑا وقت رہتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ بقیہ رات کا اکثر حصہ عبادت ہی میں خرچ ہو پس فرمایا قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا تھوڑا سا وقت آرام کا لے لو باقی وقت عبادت میں صرف کرو آگے پھر جب گرمیاں سردیوں کی طرف مائل ہوتی ہیں تو راتیں بڑی ہونے لگتی ہیں۔ پھر فرمایا: نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا پھر اِلَّا قَلِیْلًا کی بجائے نِصْفَهٗ فرمادیا کہ ٹھیک ہے آگے راتیں لمبی ہونے والی ہیں اب اس کو آدھا کر دے اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اور بھی تھوڑا سا کم کر سکتے ہو پھر فرمایا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا جب لمبی راتیں آئیں گی تو پھر عبادت کو کچھ لمبا بھی کر دیا کرو کیونکہ جہاں آرام لمبا ہوگا وہاں عبادت بھی تو لمبی ہو جانی چاہئیے تو ان معنوں میں سارے سال کی عبادتوں کا ذکر ان تین آیات میں بڑی لطافت کے ساتھ تدریجی اور ارتقائی رنگ میں بیان فرمادیا۔

اس کے بعد فرمایا اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ہم جو تجھے تیار کر رہے ہیں تو یہ دراصل اس وجہ سے تیار کر رہے ہیں کہ ہم تجھے ایک بہت ہی بوجھل بات بتانے والے ہیں بہت ہی عظیم بات بتانے والے ہیں اور اس نصیحت سے پہلے کی یہ تیاری ہے جو بات بیان فرمائی جائے گی اس کا تعلق اَلْمُزَّمِّلُ سے ہے ایک ایسے شخص سے ہے جو پہلے ہی دنیا سے قطع تعلق ہو کر خدا کی طرف مائل ہونا چاہتا ہے فرمایا: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً تمہیں دنیا سے تعلق توڑنے اور خدا کی طرف مائل ہونے کے لئے محنت چاہئیے کیونکہ دنیا کے تقاضے اور اس کے لوازمات ہر طرف سے انسان کو چمٹے ہوئے ہیں ان سے الگ ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے اس کے لئے رات کو اٹھا کر کیونکہ

رات کی عبادت نفس کو کچلنے کے لئے سب سے زیادہ طاقتور ذریعہ ہے

وَطْاً کہتے ہیں پاؤں تلے روندنا یعنی اتنی محنت اس کام کے لئے کرنی پڑے گی کہ گویا اپنے نفس کو پاؤں تلے روندنا ہوگا بار بار کچلنا ہوگا جیسے ایک کپڑے کو کچلا جاتا ہے اور یہ روندنا ایک دن اور ایک رات کا روندنا نہیں ہے بلکہ زندگی بھر کا معاملہ ہے۔ تمہیں زندگی کی ہر رات اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہوگا اور رات کو اس لئے فرمایا کہ دن کے وقت زندگی کے سو دوسرے تقاضے انسان کو لاحق ہو جاتے ہیں۔ کہیں ریاء کے خطرات پیدا ہو جاتے ہیں کہ کوئی شخص دیکھ رہا ہے۔ کہیں شرم و حیا مانع ہو جاتے ہیں۔ دن کی عبادت میں اگر ریاء نہ بھی ہو تو دوسرے کے دیکھنے کے نتیجہ میں انسان خدا کے حضور تنہائی کا لطف حاصل نہیں کر سکتا اور بعض دفعہ دل میں جو بے اختیار کیفیت پیدا ہوتی ہے اور انسان ان کیفیات میں ایسی حرکتیں کرتا ہے، ایسے چہرے بناتا ہے، ایسے کلمات منہ سے نکالتا ہے کہ جن میں ایک قسم کا جنون سا پایا جاتا ہے اور یہ پسند نہیں کرتا کہ دنیا اس حالت کو دیکھ رہی ہو۔ اس لئے رات کے وقت سے بہتر اور کوئی وقت نہیں ہے جبکہ باقی دنیا سوئی ہوئی ہوتی ہے گھر والے بھی یا آرام کر رہے ہیں یا دوسرے کمروں میں ہوں گے تو رات کے وقت خدا تعالیٰ کے لئے علیحدگی اختیار کرنا یہ فطرتی لحاظ سے سب سے زیادہ قرین ہے۔ سب سے زیادہ اس بات کے قریب ہے کہ آپ واقعۃً اللہ کے لئے الگ ہو جائیں اور اس حالت میں آپ کو اللہ سے ایسی باتیں کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے جو عام دنیا کے روزمرہ کے زندگی کے حالات میں نہیں مل سکتا۔ فرمایا: وَّاَقْوَمُ قِیْلًا: اور رات کی بات میں اصل وزن ہے کیونکہ اس وقت تم خدا سے جو باتیں کرتے ہو اس میں کسی اور مقصد کی ملونی ہو ہی نہیں سکتی کوئی آدمی پاگل تو نہیں کہ گرمیوں کی رات چھوٹی سی رات جس کا کچھ وقت مغرب عشاء میں گزر گیا

کچھ صبح کی تیاری میں اور جو تھوڑا سا وقت ملا اس کو بھی نصف یا اس سے کچھ زیادہ عبادت میں صرف کرنے تو رات کا یہ اٹھنا اس کی سنجیدگی اس کے اخلاص اور اس کے محض للہ عبادت کرنے پر گواہ بن جاتا ہے۔ فرمایا: ایسی صورت میں جب تم خدا سے بات کروگے تو خدا اس پر زیادہ توجہ دے گا اور خدا تعالیٰ یہ جان لے گا کہ تمہاری بات میں سچائی کا وزن ہے۔ سچی اور سیدھی بات کر رہے ہو اور اس کے نتیجہ میں تمہیں وہ طاقت ملے گی جس طاقت کی تمہیں اللہ تعالیٰ کے لئے دنیا سے الگ ہونے کے لئے سخت ضرورت ہے۔ خدا سے طاقت حاصل کئے بغیر یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ انسان کلیۃً دنیا سے تعلق توڑ کر خدا کا ہو جائے اس کے بعد فرماتا ہے کہ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا یعنی دلیل دے رہا ہے کہ دن کو تو اور بھی بہت سے کام ہیں رات میں جو مصلحتیں ہیں ان کے علاوہ ایک مشکل یہ بھی ہے کہ دن کے وقت اگر تم علیحدہ کوٹھڑی میں چھپنا بھی چاہو تو چھپ نہیں سکتے۔ لوگ تمہیں ہر وقت کاموں کے لئے بلا رہے ہیں۔ ادھر سے آواز آرہی ہے۔ ادھر سے آواز پڑ رہی ہے یہاں تک کہ قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے گھر کی طرف چلتے ہوئے دور سے آوازیں دینے لگ جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا ادب کا مقام ہے۔ آہستہ بولا کرو اگر تم رسول کے سامنے اونچی آواز کروگے تو تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا۔ تمہارے اعمال بیکار جائیں گے۔ تو خدا تعالیٰ کا جو شدت کے ساتھ ناراضگی کا اظہار ہے یہ صاف بتا رہا ہے کہ بکثرت ایسا ہو رہا تھا اور ضرورتمند دیوانے ہوتے ہیں وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف لپکتے ہوئے بعض دفعہ اونچی آوازوں سے بلانا شروع کر دیا کرتے تھے مگر دن رات میں سے بہت تھوڑا وقت تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنا وقت تھا باقی سب بنی نوع انسان کے لئے اور خدا کے کاموں کیلئے وقف تھا۔ فرماتا ہے کہ اس وقت میں سے اٹھا کر جو خالصۃً تمہارا ہے اس میں سے جب خدا کو دو گے تو یہ تمہارے اخلاص پر سچی دلالت کرے گا اور عقلاً بھی اس کے سوا کچھ کیا نہیں جا سکتا دن کے وقت تو تم عبادت کے لئے کلیۃً الگ نہیں ہو سکتے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ جو بات بیان فرمائی گئی تھی کہ ہم تجھے بہت ہی بوجھل بات بتانے والے ہیں وہ یہ ہے کہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اللہ کا نام بلند کیا کرو اور مقصد یہ ہے کہ خدا کا نام لیتے لیتے دنیا کے سب نام رفتہ رفتہ تمہارے ذہن سے اُتر جائیں اور دنیا سے کامل طور پر تعلق ٹوٹ جائے تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا دنیا کی ہر چیز سے تعلق توڑ کر کلیۃً خدا کے ہو جاؤ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ تب تمہارے لئے تمہارا رب مشرق اور مغرب کا رب بن کر ابھرے گا پھر جس طرف تم منہ کروگے وہاں رب ہی رب ہوگا اور کوئی وجود باقی نہیں رہے گا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ یہ معنی ہیں لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ کے زبان سے تو لاکھوں کروڑوں اربوں لوگ اقرار کرتے رہے کرتے رہیں گے مگر ان کو کیا پتہ کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ کیا ہوتا ہے فرمایا: پھر ایک ہی خدا رہ جائے گا اور کچھ نہیں رہے گا فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا پھر اس کو اپنا وکیل بنا لوگ کہتے ہیں ہم خدا پر توکل کرتے ہیں یہ نہیں پتہ کہ توکل کیا کیسے جاتا ہے اس کے دو حصے ہیں۔ ایک ہے دنیا کا حصہ اور دنیا جب ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ سے قرب حاصل کر کے اس سے طاقت حاصل کر کے جب انسان دنیا کی طرف دوبارہ جھکتا ہے تو وہ کامل طور پر متوکل ہو جاتا ہے اور خدا ہر معاملہ میں اس کا وکیل رہتا ہے اور کبھی بھی وہ خدا کی وکالت سے باہر نہیں ہوتا۔

تبتل کا مضمون ایسا ہے کہ اگر انسان پوری طرح سمجھ جائے تو خوف سے لرزنے لگے اور اس وقت زَمِّلُوْنِیْ کے معنی سمجھ آتے ہیں اس کے بغیر سمجھ نہیں آسکتے۔ دنیا کے ہر تعلق سے اپنا تعلق اس طرح توڑنا کہ خدا کے مقابل پر اس کو ذہنی طور پر اور قلبی طور پر قربان کرنے کا فیصلہ کر لینا اس کا نام تبتل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دو تو آپ کا چونکہ تبتل ہو چکا تھا اس لئے آپ ذہنی طور پر اور قلبی طور پر آپ اس وقت سے تیار بیٹھے تھے۔ صرف انتظار فرما رہے تھے کہ کب یہ بیٹا جوان ہو اور اس کو خدا تعالیٰ نے جو آزادی حق عطا فرمایا ہے اس حق کو خود استعمال کرے اور میری نصیحت پر عمل کرتے ہوئے خود اپنے آپ کو پیش کرے تب میں اسے ذبح کروں گا۔ لیکن اپنے طور پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذبح کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ پس تبتل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر تعلق کو کلیۃً توڑ ڈالے۔ تبتل کا مطلب یہ ہے کہ ہر تعلق کو ذہنی اور قلبی طور پر توڑنے کے لئے اس سچائی کے ساتھ تیار ہو جائے کہ جب بھی آزمائش میں ڈالا جائے ہمیشہ پورا اترے اور یہی مضمون حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ کہ جب بھی اللہ نے اس کو آزمایا اس کو پورا پایا اس کو سچا پایا ہر آزمائش پر وہ پورا اترا۔ اب

تبتل ایک ذہنی اور قلبی EXERCISE، ایک کسرت اور ورزش کا نام ہے

اور یہ ورزش رات کو اٹھ کر صحیح معنوں میں ہوتی ہے اور انسان اپنے اوپر نظر ڈالتا ہے۔ اپنے حالات پر نظر ڈالتا ہے تو جگہ جگہ اپنے آپکو وہ اس طرح باطل سے چمٹا ہوا دیکھتا ہے۔ یا دنیاوی لذتوں کے ساتھ اس طرح آلودہ پاتا ہے کہ اسوقت اس کو سمجھ آتی ہے کہ اگر اس حالت میں میں ان سے علیحدگی اختیار کروں تو سخت زخمی ہو جاؤں گا۔ اور مجھے توفیق نہیں ملے گی کہ اس درد کو برداشت کر سکوں اس کے لئے تیاری کیسے کی جاتی ہے یہ شفاء پانے کا ایک مستقل سلسلہ ہے جو رفتہ رفتہ قدم قدم جاری رہتا ہے اور اپنے منتہیٰ کو اور کامل منتہیٰ کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں پہنچا اور باقی سب کے لئے ایک سفر کا نام ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے زخم کے اوپر کھرنڈ یا ایک چھلکا سا آجاتا ہے۔ اس چھلکے کے ساتھ بدن کا ایک تعلق ہوتا ہے۔ جب تک وہ زخم شفا نہ پا جائے وہ چھلکا علیحدہ نہیں کیا جا سکتا علیحدہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو شدید تکلیف بھی ہوگی۔ اور فائدہ بھی کچھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ بدن کا وہ حصہ علیحدگی کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔ جو بیمار حصہ ہے اس کی بیماری کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اس چھلکے کی ضرورت ہے اس کے بغیر وہ رہ ہی نہیں سکتا اور صحت مند بدن کا ایک بیرونی چھلکے پر انحصار یہی گناہ ہے اور یہی بیماری ہے پس جب تک بدن کا بیمار حصہ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا شفاء نہ پا جائے اور اس چھلکے کی ضرورت سے آزاد نہ ہو جائے اسوقت تک اس کے چھلکے کا رہنا لازم ہے اس کو زبردستی کاٹ کر پھینکیں گے تو بے فائدہ ہوگا۔

شفاء پانے کا جو یہ مضمون ہے اسے قرآن کریم نے بہت کھول کر بیان فرمایا کہ یہ محنتیں کرو تو پھر تم رفتہ رفتہ شفاء پا جاؤ گے ہم نے دنیا میں دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کے چھلکے خود بخود اترتے ہیں کیونکہ وہ ان کو چھیڑتے نہیں ہیں اور ان کے بدن کو قدرتاً یہ موقع میسر آتا ہے کہ غیر کی دخل اندازی کے بغیر وہ آہستہ آہستہ صحت پاتے چلے جاتے ہیں پس وہ بیمار حصے جب صحت پا جاتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس چھلکے کی ضرورت ہی کوئی نہیں تھی ذرا سی انگلی لگی کپڑا سرکایا تو ساتھ ہی وہ چھلکا اتر کر نیچے گر جاتا ہے۔ اور آپ کو کبھی احساس بھی نہیں ہوا کہ اس کے نتیجہ میں آپ کو کوئی نقصان ہوا ہے لیکن اس کے بعد کچھ کھجلی رہتی ہے اور وہ جو کھجلی ہے وہ پھر بیماری کو دعوت دینے کا ذریعہ بن جایا کرتی ہے جب گناہوں سے انسان اپنا تعلق توڑتا ہے تو شفاء کی ایک منزل تو وہ ہے کہ چھلکا اتر جاتا ہے۔ تبتل کا ایک مقام حاصل ہو گیا لیکن جب تک کھجلی باقی ہے پورا تبتل نہیں ہو سکتا۔ کھجلی کے نتیجہ میں بندر مثلاً بار بار اس صحت والے حصے کو کھجاتے ہیں اور پھر زخم بنا لیتے ہیں اسی طرح بچوں کے متعلق آتا ہے کہ بندر اور بچے دونوں ہی اپنے زخم کو صحت پانے کے بعد کھجا کھجا کر دوبارہ بیمار کر لیتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق خاص احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ انسانوں میں سے بھی ایسے ہوتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ بڑی محنت کر کے ایک گناہ سے تعلق توڑا اور تبتل اختیار کیا گناہ کا چھلکا اتر گیا اور کھجلی باقی رہ گئی اور اس کھجلی نے پھر آخر چھیلنے پر مجبور کر دیا۔

اور پھر وہی چھلکا اور پھر وہی سلسلہ تو بجائے اس کے کہ ایک زخم کے بعد دوسرا زخم مندمل ہو ایک ہی زخم کے ساتھ جھگڑے ساری عمر کے جھگڑے بن جاتے ہیں اور عام دنیا میں اکثر آدمی ایسے ہیں کہ اُن کا بدن چھلنی ہوتا ہے آپ اپنے اوپر غور کر کے دیکھیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے برکت نصیب ہوئی ہوتی ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانا اور آپ کی وساطت سے اور آپ کے زاویہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نور آپ کی ذات پر بڑی شان کے ساتھ چمکا ہے اس کے باوجود

اگر آپ رات کو اُٹھ کر اپنے نفس کا تجزیہ کریں

تو آپ حیران ہوں گے کہ آپ کے بدن پر کتنے پھوڑے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا یہی حال ہے۔ ان پھوڑوں کی نشاندہی شفاء کی طرف پہلی منزل ہے اور وہ لوگ جو سو جاتے ہیں وہ نشاندہی ہی نہیں کر سکتے۔ راتوں کو اُٹھنے کا اس مضمون سے دوہرا تہرا تعلق ہے۔ روحانی معنوں میں ایک پیغام ہے کہ تم سوئے رہو گے تو کیسے پتہ چلے گا کہ تمہارے زخم پر کیا کیا داغ ہیں اور کہاں کہاں سے چھلنی ہوا ہوا ہے اُٹھو گے یعنی نفس کو بیدار کرو گے تو پھر ان باتوں کی سمجھ آئے گی پس راتوں کو تمہارا جسم بھی بیدار ہو اور نفس بھی بیدار ہو اور ان دونوں بیداریوں کے ساتھ تم اپنے حالات کا جائزہ لو تو پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ تمہارے جسم پر جگہ جگہ کئی قسم کے پھوڑے پھنسیاں اور زخم موجود ہیں اور ان زخموں کی وساطت سے تم دنیا سے چمٹے ہوئے ہو پس تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا خدا کی طرف تبتّل اختیار کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جو مثال بنایا گیا تو اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بدن پر زخم تھے اس مضمون کی نفی پہلی آیت نے کر دی ہے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ تجھ پر تو استغفار کی چادر کے سوا اور کچھ نہیں ہے تیرے بدن سے باہر کی فضا کا تعلق ٹوٹ چکا ہے اب اندر کا ایک سفر ہے جو چادر کے اندر سفر ہوتا ہے یعنی دنیا سے تعلق توڑنے کے بعد پھر ایک اور تبتّل کا مضمون شروع ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ باریک در باریک تعلقات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اندرونی صفائی اس کا تعلق جلد کے زخموں سے نہیں ہے۔ اس کا تعلق روح کے اندر چھپی ہوئی مخفی حالتوں اور کیفیات سے ہے اور ان کیفیات میں اتر کر جب انسان اپنے آپ کو کھنگالتا رہتا ہے تو پھر کثرت سے استغفار کرتا ہے اور یہی وہ استغفار تھی جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی استغفار تھی۔ آپ کے بدن پر کوئی چھلکے نہیں تھے۔ چادر تھی اور وہ استغفار کی چادر تھی اس کے بعد آپ نے اندرونی سفر اختیار فرمایا اور اس سفر کے دوران آپ کے درجات بلند ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ اس آخری مقام پر پہنچے جس کا نام اُفق اعلیٰ ہے یعنی سب اُفقوں سے بلند افق جس تک انسان کی رسائی ہو سکتی تھی۔ آپ وہاں تک پہنچے۔

اور دنیا کی طرف واپس لوٹنے سے پہلے یہ تبتّل ضروری ہے اس لئے اس مضمون کا سمجھانا آپ کے لئے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے جنہوں نے دنیا کو دعوت الی اللہ دینی ہے ہر دعوت الی اللہ دینے والا بعض حصوں میں دعوت دینے کا اہل ہے اور بعض حصوں میں دعوت دینے کا اہل نہیں ہے جن زخموں سے وہ شفاء پا چکا ہے جن زخموں کے چھلکے اس کے بدن سے اتر چکے ہیں جن زخموں کی کھجلی بھی مندمل ہو چکی ہے اور اس کے ناخنوں کو اپنی طرف کھینچتی نہیں ہے ان حصوں میں ایک انسان دعوت الی اللہ کا مستحق ہوتا جاتا ہے۔ اور ان حصوں میں خدا کا تعلق قائم ہوتا جاتا ہے۔ یہ مضمون سمجھنا اس لئے ضروری ہے کہ اگر آپ اس کو نہیں سمجھیں گے۔ تو بڑی سخت مایوسی پیدا ہوگی۔ اگر یہ انتظار کیا جائے کہ سارا بدن صحت مند ہو جائے سارے چھلکے اتر جائیں۔ ان چھوڑی ہوئی جگہوں کو کامل شفاء ہو جائے اور چھلکوں کی ضرورت کا وہم و گمان بھی دوبارہ دل میں نہ گزرے اور ناخن اس طرف کبھی نہ بڑھیں تو اس کے بعد ہم پوری طرح تبتّل الی اللہ کریں گے اور خدا کی طرف دعوت کریں گے اگر یہ خیال ہو تو ہم میں سے اس زمانہ میں اللہ کی عطا کردہ توفیق سے شاید ہی کوئی ہو جسے یہ مرتبہ عطا ہو جائے۔ ورنہ یہ ناممکن ہے۔ لیکن قدم قدم

بلندیوں کی طرف بڑھنا ممکن ہے۔ اس لئے اس مضمون کو سمجھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آپ سنیں گے تو پہلے آپ کا دل دہل جائے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان رفعتوں سے کلام کر رہے ہیں جن تک پہنچنے کی خدا نے آپ کو توفیق بخشی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیروی میں آپ نے بھی ایک تبتّل اختیار فرمایا اور ان فضاؤں میں اُڑنے لگے جن فضاؤں کی طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تمام بنی نوع انسان کو اُڑنے کی دعوت دی تھی اور بلندیوں سے مخاطب ہو رہے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم نفس کے کیڑوں کو کوئی اوپر سے آواز دے رہا ہے کہ ادھر آؤ اور ادھر آؤ اور ادھر آؤ اور جس طرح میں جد وجہد کر کے اور قربانیاں کر کے ان بلند مقامات پر فائز کیا گیا ہوں تم بھی انہی مقامات کی طرف آگے بڑھو لیکن سننے والے کیڑے ہیں مکوڑے ہیں ایسے ہیں جن کے پر جل چکے ہیں اور ایسے ہیں کہ جن کو ابھی پر عطا ہی نہیں ہوئے اور ہزار ہا قسم کی گندگیوں میں ملوث ہیں ان کے لئے کتنی لمبی منازل ہیں کہ جن منازل سے گزر کر انہیں پر پرواز عطا ہوگا۔ ان باتوں کو سوچ کر انسان کا دل بیٹھ جاتا ہے لیکن جب آپ اس مضمون کو سمجھتے ہیں کہ بیمار ایسے بھی ہیں جن کے بدن پر کئی قسم کی آلائشیں لگی ہوتی ہیں کئی قسم کے پھوڑے اور پھنسیاں اور زخم لاحق ہوتے ہیں وہ ایک دم تو شفاء نہیں پا جایا کرتے شفاء کی کوشش کرتے ہیں اور جب اخلاص کے ساتھ کوشش کرتے ہیں تو ایک زخم ٹھیک کرنے کے بعد رک نہیں جایا کرتے بلکہ آگے بڑھتے ہیں اور دوسرے زخم کو بھی ٹھیک کرتے ہیں اور تیسرے کو بھی کرتے ہیں اور چوتھے کو بھی کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض ایسے جسم ہیں جن پہ چھلنی کی طرح زخم ہوتے ہیں اور ایک ایک زخم کو مندمل کرنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے تو جس کو اللہ سے تعلق ہے وہ پہلے اپنی ذات میں تبتّل کا مضمون جاری کرے گا۔ تب یہ حق اس کو عطا ہوگا کہ وہ بنی نوع انسان کو خدا کی طرف بلائے یہ ضروری نہیں کہ کامل شفاء کے بعد بلائے وہ ایک داغ بھی تو دکھا سکتا ہے کہ دیکھو مجھ میں یہ داغ تھا جو خدا نے اپنے فضل سے دور فرما دیا اور صحت عطا فرمائی تم بھی اسی رستے کو پکڑو۔ تم بھی اپنے رب سے تعلق باندھو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں شفاء عطا فرمائے گا اور اس کے نتیجہ میں تمہیں توکل نصیب ہوگا۔

دَنَا کے بعد تَدَلّٰی کا جو مضمون ہے اس پر جیسا کہ میں نے بیان کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک انقلابی روشنی ڈالی ہے

عرفان کا ایک حیرت انگیز سمندر

ہے جو یوں معلوم ہوتا ہے کہ جوش مار رہا ہے اور اس سمندر سے وہ موتی نکلے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر میں جلوہ گر ہوئے ہیں بہرحال جس رنگ میں بھی آپ اس کو بیان کریں جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے دَنَا اور تَدَلّٰی کا مضمون پڑھتے اور سمجھتے ہیں تب آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام اور مرتبہ تھا۔ اس سلسلہ میں جو تحریریں میں نے آج پڑھنے کے لئے اختیار کی ہے اس کا تو اب وقت نہیں رہا میں گھڑی دیکھ رہا ہوں صرف دس منٹ رہ گئے ہیں اور وہ تحریر لمبی ہے اور پھر اس میں بعض جگہ ٹھہر ٹھہر کر آپ کو مضمون سمجھانے کی بھی ضرورت ہے اس لئے تو میں اگلے جمعہ کے لئے رکھتا ہوں۔ لیکن آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور تحریر دَنَا اور تَدَلّٰی کے سلسلہ میں میں پیش کر دیتا ہوں اور آج کے خطبہ میں اسی پر اکتفا کروں گا۔

فرماتے ہیں "دَنَا فَتَدَلّٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کی طرف ہو کر نوع انسان کی طرف جھکا" پہلے خدا سے تعلق جوڑا پھر اس کے بعد بنی نوع انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کمال اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور اس کمال میں آپ کے دو درجے بیان ہوئے ہیں ایک صعود اور دوسرا نزول" صعود یعنی اوپر چڑھنا اور نزول یعنی واپس آنا

تنزیل [illegible] کا لفظ آیا ہے [illegible] آپ اپنی معنوں کو اسپر اطلاق کرتے [illegible] آپ [illegible] نزول کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے خدا کی طرف جائیگا [illegible] حاضر رہے گا پھر وہ تمہاری طرف جھکے گا ورنہ دنیا [illegible] اس کو یہ توفیق نہیں ہے نہ اسکا منصب پھر اسے نائز کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ مہدی بن جائیگے یا [illegible] دوران بن مسیح دوران بن جائے جب تک وہ پہلے خدا کی طرف رجوع نہ کرے اور صعود نہ کرے اور پھر نزول نہ کرے اس وقت تک وہ تمہیں شفاعت دینے کی اہلیت نہیں رکھ سکتا پس نزول میں یہ وہ پیغام تھا جو دنیا [illegible] نہیں سمجھ سکی۔ اور اپنی زبان میں اس سے پتہ نہیں کیا کیا مطلب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس مضمون کو نا ممکن بنا دیا جسم کی حد تک محدود کر دیا۔ نہ کبھی کوئی جسم اترے اور نہ کبھی دنیا کو اس پر ایمان لانے کی توفیق ملے گویا اس مضمون کو نہ سمجھ کر ہمیشہ کیلئے مسیحیت کی صف لپیٹ دی گئی ہے۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پہلا صعود ہے پھر نزول ہے۔ اس کو اچھی طرح یاد رکھو جس کا صعود ہوتا ہے اسی کا نزول ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سوا دنیا کے کسی نبی کے لئے نزول کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔

میں نے بہت غور کیا ہے۔ حالانکہ تمام نبیوں کا صعود ہوتا ہے اور نزول ہوتا ہے۔ لیکن اپنے معنوں میں سب سے اعلیٰ درجے کا صعود آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو نصیب ہوا اور انہی معنوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نازل ہونے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ نہ ابراہیمؑ کے نازل ہونے کا ذکر، نہ موسیٰ کے نازل ہونے کا ذکر۔ نہ عیسیٰؑ کے نازل ہونے کا ذکر یعنی پہلے عیسیٰ کا اور نہ آدمؑ کا نہ کسی اور نبی کا۔ قرآن میں خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نازل ہونے کا ذکر فرمایا اور آپ نے اپنے غلام کامل کے نازل ہونے کا ذکر فرمایا۔ یہ وہ مضمون ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ پہلے صعود ہوگا پھر نزول ہوگا۔ "اللہ تعالیٰ کی طرف تو آپ کا صعود ہوا یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھینچے گئے کہ خود اس ذات اقدس کے دَنُوّ کا درجہ آپ کو عطا ہوا۔"

کھینچے جانے کا مطلب دراصل تبتّل ہے اور اس مضمون کو میں آئندہ جمعہ میں انشاء اللہ مزید تفصیل سے بیان کروں گا۔ فرماتے ہیں ایسے کھینچے گئے کہ خدا کی طرف سے آپ کو دَنُوّ کا درجہ عطا ہوا ہے۔ "دنو۔ اقرب سے ابلغ ہے۔" یعنی ایک لفظ ہے اقرب یعنی قریب ترین۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اقرب کے مقابل پر دَنُوّ کا لفظ زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ اس سے زیادہ فصیح و بلیغ لفظ ممکن نہیں ہے کیونکہ اقرب میں [illegible] ہی خدا نے تو گویا کسی کو اپنے قریب رکھ لیا ہے۔ مگر دَنُوّ میں پورے سفر کا حال بیان ہوا ہے۔ دنیا سے سفر شروع کیا ہے اور عروج کے اس اعلیٰ مقام تک پہنچ گئے اور اس سارے سفر کی تمام منازل سے واقف ہوئے اور درجہ بدرجہ ترقی پانے کے سارے راز آپ نے پائے۔ تب آپ بنی نوع انسان کے استاد مقرر ہوئے کیونکہ ہر منزل کے ہر راز سے واقف بنائے گئے پس جب آپ ان معنوں میں لفظ دَنُوّ پر غور کرتے ہیں تو اقرب کا لفظ اس کے مقابل پر محض ایک سطحی سا لفظ اور بے معنی سا لفظ دکھائی دیتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ دَنُوّ اقرب سے ابلغ ہے اگر کوئی صاحب نظر انسان ہو تو اسی ایک فقرے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا قائل ہو سکتا ہے۔ سخت ہی متعصب اور جاہل اور اندھا ہوگا۔ جو یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا راز نہ پا سکے

پھر فرماتے ہیں: "اس لئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا جب اللہ تعالیٰ کے فیوضات اور برکات سے آپ نے حصّہ لیا"۔ یعنی دنیا سے کٹنے کے بعد خالی نہ رہے۔ خدا کے فیوض اور برکتوں سے حصّہ پایا۔ "تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لئے نزول فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جس کا اشارہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ میں فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سرّ ہے"۔ آپ کو جو تقسیم کرنے والا بیان فرمایا ہے

اس میں بھی یہی راز ہے فرماتے ہیں:-

"آپ اللہ تعالیٰ سے لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہنچاتے ہیں پس مخلوق کو پہنچانے کے واسطے آپ کا نزول ہوا"۔

یعنی تقسیم کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ آپ کی جھولی میں روحانی رزق ڈالتا ہے تو آگے آپ تقسیم کرتے ہیں اس کا نام ہے قاسم۔ پھر فرمایا:-

"اس دَنَا فَتَدَلّٰی میں اسی صعود اور نزول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علو مرتبہ کی دلیل ہے"۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۰۳)

آج کا مضمون یہیں تک پہنچا کر میں جماعت کو مختصراً یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر آپ نے حقیقی معنوں میں داعی الی اللہ بننا ہے تو وہ سارے ذرائع جو میں آپ کے سامنے بیان کرتا رہا ہوں اور جدوجہد کے وہ تمام طریق جو آپ کو سمجھاتا رہا ہوں ان کو اختیار کریں لیکن ان ذرائع اور ان طریقوں میں جان تب پڑے گی اگر آپ کے اندر آسمان سے خدا تعالیٰ کی محبت کی جان پڑے گی اگر وہ جان آپ میں نہ پڑی تو وہ سارے ذرائع بیکار ہوں گے وہ مٹی کی مورتیں ہوں گی جن میں نفس نہیں پھونکا گیا۔ پس جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات سے آپ کی ذات میں اور آپ کی کوششوں میں امر نہ پھونکا جائے اس وقت تک آپ زندہ نہیں ہو سکتے اور آپ کی کوششیں بالکل بیکار اور بے معنی ہوں گی۔ پس آپ کو لازم ہے کہ اس جدوجہد میں خدا تعالیٰ سے زندگی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور

خدا تعالیٰ سے زندگی حاصل کرنے کا راز

یہ ہے کہ دنیا کے تعلقات پر موت وارد کریں ایک حصّہ ایک طرف سے مرے گا تو دوسری طرف سے زندہ ہوگا۔ جب تک موت اور زندگی کا یہ سلسلہ جاری نہیں ہوتا اس وقت تک ایک احمدی حقیقت میں داعی الی اللہ بننے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ حق ادا کرنا تو بہت دور کی بات ہے اس سفر کا کوئی قدم بھی اس کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سعید فطرت کو اس کی وجہ سے اس کی دعوت پر حق پانے کی توفیق عطا فرمائے لیکن ایسی دعوت جس کے نتیجہ میں غیر تو زندگی پا رہے ہوں اور انسان خود زندگی سے محروم ہو یہ کیسی محرومی کی دعوت ہے کیسی بدنصیبی کی دعوت ہے۔ یہ تو ایسی ہی دعوت ہے جیسے کہ کشمیریوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ غریب لوگوں کے لئے کپڑے بنتے ہیں اور آپ اُن کے بدن خالی اور ننگے ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اسے یوں بیان کیا کہ غریب کشمیری کی مثال تو ایک سوئی کی طرح ہے جو لوگوں کے لئے ہر وقت محنت کے ساتھ ہر غوطے کے ساتھ ایک ٹانکا بھرتی اور اُن کے بدن ڈھانپنے کے سامان کرتی ہے لیکن آپ ہمیشہ ننگی رہتی ہے تو خدا کرے کہ آپ وہ سوئی نہ بنیں جو لوگوں کے بدن ڈھانپے اور آپ ننگی رہے۔ خدا کرے کہ آپ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرح وہ اوڑھنی پہننے والے بن جائیں جن کو مُزَّمِّل کہہ کر مخاطب فرمایا گیا آپ کے گرد خدا کی رضا کی چادر ہو مغفرت کی چادر ہو استغفار کی چادر ہو اور اس چادر میں لپیٹ کر آپ دنیا کو اپنی طرف بلائیں اور اس چادر میں رہتے ہوئے عبادت کے حق ادا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے"۔

نوٹ:- مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتہً اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے
(ادارہ)

☆

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو ⁂ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

وہی اسکے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں ⁂ نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو

یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو ⁂ اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

دوسری قسط

واقفین نَو کے والدین کیلئے ضروری ہدایات

از محترمہ خورشید عطاء صاحبہ کراچی (پاکستان)

دوسرا دور
پیدائش کے بعد۔ ایک سال کی عمر تک
INFANTILE PERIOD

ننھے بچے کے متعلق یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ابھی بچہ ہے اسے کچھ علم نہیں۔ بچہ کی حسیات بڑوں سے زیادہ تیز ہوتی ہیں وہ غیر محسوس طور پر بغیر کسی کوشش کے قدرتی انداز میں ماحول سے بہت تیزی کے ساتھ اکتساب کرتا ہے اس لئے مندرجہ ذیل خصوصیات بڑی آسانی سے ان میں پیدا کی جاسکتی ہیں

پابندیٔ وقت

ہر بچہ قدرتی طور پر صبح خیز ہوتا ہے۔ وقت پر اُسے بھوک لگتی ہے اور حوائج ضروری سے بھی کم و بیش وقت پر ہی فارغ ہوتا ہے سوائے بیماری کے اس لئے اس مقررہ اوقات میں ہی اس کی ضروریات پوری کریں۔ آپ وقت کی پابندی کریں گی وقت پر سُلائیں گی اور وقت پر نہلائیں گی وقت پر دُودھ دیں گی تو وہ اہم خصوصیت اس عمر سے ہی اپنا لے گا۔

پاکیزگی

پاکیزگی کا احساس قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بچہ جس وقت پیشاب یا پاخانہ کرے اُسے فوری طور پر دُھلا دیا جائے گاؤں وغیرہ میں اکثر مائیں کپڑے سے پونچھ ڈالنے پر اکتفا کرتی ہیں اس سے جہاں پاکیزگی کا لحاظ متأثر ہوگا وہاں خارش اور بدبو پیدا ہوگی۔ خارش کی وجہ سے بچہ یا تو جھنجھلائے گا روئے گا اگر کچھ بڑا ہے تو خارش کرنے کی کوشش کرے گا۔ کھجانا بعض اوقات بُرے نتائج پیدا کرسکتا ہے۔ مثلاً بڑے ہونے کے بعد جنسی بے راہ روی نیز ڈائپر اور پلاسٹک کے جانگیے (PAMPERS) صرف اشد ضرورت کے وقت ہی استعمال کریں اس کی عادت بچہ میں پاکیزگی کا احساس پیدا نہیں ہونے دے گی۔

نیز PAMPERS کے استعمال سے چلنا سیکھنے والے بچوں کی چال بگڑ جاتی ہے بطخ کی سی چال ہو جاتی ہے۔ بچے پاؤں جوڑے کرکے چلنے لگتے ہیں۔

ضد سے محفوظ رکھنے کیلئے

دُودھ کے مقررہ اوقات ہر بچہ میں مختلف ہو سکتے ہیں انفرادی فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بچہ کو رونے سے قبل ہی خوراک دے دینی چاہیئے ورنہ اس کو رو کر ہی دُودھ مانگنے کی عادت پیدا ہو جائے گی (رونا غصہ کی علامت بھی ہوتا ہے۔ غصہ میں دُودھ پینا نظام انہضام میں خلل ڈال سکتا ہے) رو کر مانگنے سے ضد کی عادت پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

خود اعتمادی

بچہ پہلا قدم اُٹھائے تو گھبراہٹ کا اظہار نہ کریں اُسے کوشش کرنے دیں گرنے پر بھی تشویش کا اظہار نہ کریں۔ ہائے کہہ کر اُسے خوفزدہ نہ کریں۔

بہادری

خوف سے محفوظ بچے ہی بہادر بن سکتے ہیں (بہادر لوگوں کی کہانیاں تو بعد میں پڑھ سکیں گے)

خوف سے محفوظ رکھنے کے لئے والدین کو علم ہونا چاہیئے کہ بچہ کن چیزوں سے خوف کھاتا ہے تاکہ اس کی حفاظت کرسکیں خوف کی ابتدا تین باتوں سے ہوتی ہے

(الف) تیز آواز :- جو اچانک پیدا ہو مثلاً بچے کے پاس زور سے تالی بجانا کہ وہ چونک اُٹھے کوئی سی SHRILLING آواز۔ زور سے دروازہ بند ہو جانا وغیرہ بچے کو چونکا دینا اُسے خوفزدہ کر دینے کے مترادف ہے

(ب) گرنے کا احساس :- گرنے کا احساس بچوں میں SENSE OF INSECURITY عدم تحفظ کا احساس پیدا کر دیتا ہے اور یہ چیز بھی خوف کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے بچے کو ایک ہاتھ سے اُٹھانا مناسب نہیں دیکھا گیا ہے کہ بچہ رو رہا ہے ماں نے جھلا کر ایک بازو سے پکڑ کر اُٹھایا تو بچہ اور زور سے رونا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے اس طرح اُٹھایا جائے کہ وہ محسوس کرے کہ وہ محفوظ ہے۔

(ج) تنہائی اور تاریکی :- جب بچہ خود کو اکیلا محسوس کرے گا تو اس میں خوف کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح تاریکی میں بھی وہ اس لئے خوف زدہ ہوگا کہ اسے ماں یا اور کوئی نظر نہیں آئے گا۔ اس لئے ماڈرن طریقے پر بچے کو الگ کمرے میں نہیں سُلانا چاہیئے تاکہ جاگنے پر ماں کو نہ پاکر خوفزدہ نہ ہو جائے۔ دن کو بھی کام کرتے وقت ماں بچے کے سامنے رہے تاکہ اُسے احساس تحفظ رہے اس طرح بچہ ماں کی نظروں کے سامنے بھی رہے۔

گہرا مشاہدہ

بچوں کی یادداشت حیرت انگیز ہوتی ہے بقول ارسطو بچہ کا ذہن صاف سلیٹ کی طرح ہوتا ہے۔ جو لکھ دیا گیا انمٹ ہو گیا لیکن جس طرح سلیٹ کو علم نہیں کہ اس پر کیا لکھا گیا۔ مگر لکھا گیا۔ اسی طرح بچہ نہیں جانتا کہ اس کے ذہن پر کیا کیا لکھا گیا۔ کون کونسے نقوش قائم ہو چکے ہیں جوں جوں وہ سمجھدار ہوتا ہے وہ نقوش تجربہ اور INTUTION اور تصورات کی شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بچے کے مشاہدات اور معصوم تجربات اس طرح اس کے ذہن میں قائم ہو جاتے ہیں جس طرح کمپیوٹر میں FEED کر دیا گیا ہو حتیٰ کہ نفسیاتی تجزیہ PSYCHI ANALYSES کے دوران بچہ کو پیدائش کا عمل بھی یاد آجاتا ہے۔ (تکلیف کے احساس کے طور پر۔ (TRAMATIC EXPERIENCE)

چند ماہ کا بچہ دوسروں کی نظریں پہچاننے لگتا ہے کہ کون اُسے خوش ہو کر دیکھ رہا ہے جس کے جواب میں وہ مسکراتا ہے اُس کے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے جو اُسے غصہ سے دیکھے یا اُسے توجہ نہ دے وہ اس کی طرف سے منہ موڑ لیتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچہ سب کچھ دیکھتا سمجھتا اور ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے اس لئے اس کے سامنے ہر کام ہر بات موقع سمجھ کر اور احتیاط سے کرنی چاہیئے۔

غرض انفرادی اختلافات کے لحاظ سے بچہ اپنی صلاحیت کے مطابق اس عمر سے ہی مندرجہ ذیل باتیں سیکھ لیتا ہے یا سیکھ سکتا ہے۔

۱۔ وقت کی پابندی
۲۔ پاکیزگی و طہارت و نفاست پسند بچہ گیلا ہوتے ہی رونے لگتا ہے)
۳۔ ضد نہ کرنا۔
۴۔ خود اعتمادی
۵۔ بہادری
۶۔ زبان سیکھنا
۷۔ ردِ عمل کا اظہار
۸۔ نقل کرنے سے سیکھنے کا رجحان

اسی عمر سے اس کا تعلیمی سلسلہ بھی شروع ہو جانا چاہیئے۔

تعلیمی سلسلہ

چھوٹے چھوٹے جملے مذہبی اور اخلاقی قسم کے اس کے سامنے اکثر و بیشتر دہرانے شروع کر دینے چاہئیں مثلاً "اللہ ایک ہے"۔ "ہم احمدی ہیں" وغیرہ

تربیتی سلسلہ

دُودھ پلاتے، کپڑے پہناتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا۔ پہلے دایاں ہاتھ دُھلانا۔ پہلے دائیں پاؤں میں جراب یا جوتا پہنانا۔ پہلے دائیں آستین پہنانا اس کی فطرت ثانیہ بن چکی ہوگی ہوش آنے پر سکھانے میں زیادہ محنت اور وقت درکار ہوگا۔ شرعی اور اخلاقی کردار عملی تربیت سے راسخ ہوگا۔ مشہور ماہر نفسیات PAVLOVE کی زبان میں یہ چیز CONDITIONING کہلاتی ہے مثلاً دُودھ پی چکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے گی تو بچے کی یہ فطرت بن چکی ہوگی بعد میں سکھانے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

رُوحانی تربیت

سوتے وقت باآواز بلند سورۃ فاتحہ تینوں قل اور درود شریف تین بار پڑھ کر اور سنت کے طور پر بچے پر پھونک مار دی جائے انشاءاللہ تعالیٰ خود اللہ تعالیٰ بچے کی تربیت کا ضامن بن جائیگا۔ یاد رہے کہ انسان خود بچے کی تربیت نہیں کرسکتا جب تک اللہ تعالیٰ مدد نہ کرے ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ ان کے ہاں شادی کے سات سال بعد دعاؤں کے نتیجے میں بیٹا پیدا ہوا۔ وہاں باپ نے اس پر بڑی محنت کی اور تہیہ کر لیا کہ ایسی تربیت کریں گے کہ جاذ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مدلل و حکمت جوابات

قسط ۲

راہِ ھُدیٰ

تحریر ـــــ ایم کے خالد

دیوبندی عالم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوتِ اسلام" کے جواب میں ـــــ (ادارہ)

دو محمدؐ رسول اللہ؟

زیرِ نظر رسالہ کی فصلِ اوّل کا عنوان لدھیانوی صاحب نے دو محمدؐ رسول اللہ تجویز کیا ہے اور اس کے آگے سوالیہ نشان ڈالا ہے۔

فصلِ اوّل کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنی متعدد تحریرات میں ظلّی اور بروزی طور پر اپنے آپ کو محمدؐ قرار دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عین محمدؐ ہونے کے دعویدار ہیں۔ نیز مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں اور بعثت ثانیہ بروزی طور پر ہے جو مرزا صاحب کی شکل میں ہوئی ہے۔ لدھیانوی صاحب کہتے ہیں کہ ظل اور بروز کا تصور غیر اسلامی ہے۔ تیرہ صدیوں میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ لدھیانوی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے عقیدہ اور ظلّی اور بروزی طور پر محمدؐ ہونے کے عقیدہ سے ماننا پڑتا ہے کہ دو محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ ایک عربی اور دوسرا قادیانی۔

حقیقتِ حال

چند ایک مختصر گزارشات کے بعد ہم حضرت مرزا صاحب کی چند ایسی تحریرات آپ کے سامنے رکھیں گے جن سے ہر قاری پر جو کچھ ذرا بھی انصاف کا مادہ رکھتا ہو خوب اچھی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ جناب لدھیانوی صاحب محض تجاہل عارفانہ سے ہی کام نہیں لے رہے۔ یعنی جان بوجھ کر ہی غلط بات نہیں بنا رہے۔ بلکہ بڑی بے باکی سے بہت بڑا افترا کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آئندہ تحریرات سے یہ واضح ہو گا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ اسے بکثرت مثالوں سے واضح بھی کیا ہے۔ کہ آپ کی کیا مراد ہے۔ پس یہ بحث بالکل لغو بے حقیقت اور بے معنی ہے کہ بروز کی اصطلاح اُمتِ محمدیہ میں رائج ہے کہ نہیں۔ لیکن آئندہ صفحات میں ہم آپ کو یہ بھی بتائیں گے کہ مولوی صاحب کس طرح سراسر جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ جب یہ کہتے ہیں کہ ظل اور بروز کا تصور غیر اسلامی ہے۔ سردست یہ بھول جائیے کہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے کہ نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ

حضرت مرزا صاحب نے جب محمدؐ کا لفظ بروزی اور ظلّی طور پر اپنے پر چسپاں کیا۔ تو کن معنوں میں استعمال کیا۔ ان اصطلاحوں کے تین ہی معنی عقلاً ممکن ہیں۔ اوّل یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو یہ اصطلاح استعمال کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم مرتبہ ظاہر کیا (نعوذ باللہ) اور یہ بتایا کہ میں آپؐ کے درجہ کے برابر ہوں اگرچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوں۔ پس ہم مرتبہ ہونے کی وجہ سے نام محمدؐ دیا گیا ہے۔

تیسرا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ ان معنوں میں اسم محمدؐ کا اپنے اوپر اطلاق کیا جن معنوں میں اللہ کے لفظ کا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اطلاق کیا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى (انفال آیت نمبر ۱۸) یعنی اے محمدؐ جب تو نے مٹھی بھر کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں تو تو نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکیں اور پھر فرمایا کہ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (الفتح آیت نمبر ۱۱) کہ یہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (وہ ہاتھ جو ان کے ہاتھوں پر تھا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ تھا) ظاہر ہے کہ ان دونوں مواقع پر خدا تعالیٰ ہرگز یہ بیان نہیں فرمایا کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ہم مرتبہ ہیں۔ نہ آپ نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ دو خدا ہیں۔ ایک وہ جو عرب میں ظاہر ہوا اور ایک وہ اللہ جو زمین و آسمان میں ہر جگہ ہے۔

اگر کوئی شخص ان آیات کا یہ مطلب نکالے تو یقیناً مفسد اور شیطان ہو گا۔ اور کلام اللہ کو اس کے محل سے الگ کر کے نہایت خبیثانہ معنے اس کی طرف منسوب کرے۔ تو یہ انتہائی مفسدانہ اور شیطانی فعل کہلائے گا۔ پس اگر آریوں عیسائیوں یہودیوں میں سے کوئی قرآن کریم پر اس قسم کا بے باکانہ حملہ کرے تو یقیناً اس کی جسارت نہایت مکروہ اور مردود ہو گی۔

جماعت احمدیہ بغیر کسی شک کے قطعی طور پر اس بات کی شہادت دیتی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں جہاں جہاں بھی لفظ محمدؐ ظلّی و بروزی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ بعینہٖ ان معنوں میں ہے۔ جن معنوں میں آیات مذکورہ میں اللہ کے لفظ کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاق ہوا ہے جس کے معنی تمام شرفاء اور متقیوں کے نزدیک یہ بنتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامل طور پر اپنے رب میں فنا ہو گئے اور اپنی کوئی مرضی نہ رہی۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا۔ آپ کی حرکت و سکون کچھ بھی اپنا نہ رہا۔ یہ تعلق ایسا کامل ہو گیا تھا۔ کہ آپ نے اپنا سب کچھ خدا میں مٹا دیا آپ کا ہر عمل اور ہر ارادہ اس طرح خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو گیا کہ دیکھنے والے کو آپ کے ہر ارادہ میں خدا کا ارادہ دکھائی دینے لگا اور ہر عمل میں خدا کا عمل۔ اسی کامل غلامی کی ایک نہایت ہی حسین تصویر ان آیات میں کھینچی گئی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے آپ کو عبد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔ یعنی اللہ کا کامل غلام۔ پس جب آقا کا لقب غلام کو عطا ہوتا ہے۔ تو نہ ہم مرتبہ بنانے کے لئے نہ دو الگ وجود بنانے کے لئے بلکہ ان معنوں میں کہ غلام نے کلیۃً اپنے آپ کو اپنے آقا میں مٹا دیا۔ پس عجز بتانے کے لئے نہ کہ کبر بتانے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔

اس مضمون کو ہم اچھی طرح سمجھانے کے بعد اب بڑی تحدی کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ یوسف لدھیانوی صاحب اور ان کے ہم فکر علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے ویسی ہی زیادتی کر رہے ہیں جس طرح دشمنانِ اسلام قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کی رسول اللہ سے جو نسبت بیان فرمائی ہے۔ وہ ایک دو جگہ تو نہیں نظم اور نثر کے سینکڑوں صفحات پر پھیلی ہوئی اتنی واضح اور قطعی ہے۔ اور یہ ایک ایسا کھلا کھلا کلام ہے کہ ایک ادنیٰ سی سمجھ رکھنے والا انسان بھی یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ آپ نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مرتبہ وجود کے طور پر پیش کیا ہے۔ یا مولوی یوسف لدھیانوی والا دو محمدؐ پیدا ہونے والا نظریہ پیش کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی متعلقہ تحریرات پیش کرنے سے پہلے ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ مولوی لدھیانوی صاحب کا یہ بیان بھی جھوٹا ہے کہ بروز کی اصطلاح اسلام میں استعمال نہیں ہوئی اور یہ نظریہ غیر اسلامی ہے۔

(۱):- دیکھیں کیا فرماتے ہیں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف والے جن کے مریدیں سرائیکی علاقہ میں کثرت سے موجود ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"بروز یہ ہے کہ ایک روح دوسری اکمل روح سے فیضان حاصل کرتی ہے۔ جب اس پر تجلیات کا فیضان ہوتا ہے تو وہ اس کا مظہر بن جاتی

ہے۔ اور ہاتھ ہے کہ میں وہ ہوں۔" (مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی مولفہ رکن الدین حصہ دوم صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۱ھ)

مولوی محمد یوسف صاحب لدھیانوی کو ہم مؤدبانہ درخواست کے ذریعہ توجہ دلاتے ہیں کہ کم از کم اپنے پیر و مرشد کی تحریرات کا تو مطالعہ کر لیا کریں۔

(۲) :۔ لدھیانوی صاحب تو دیوبندی ہونے کے باوجود ظل اور بروز کو غیر اسلامی اصطلاح قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کے پیر و مرشد مدرسہ دار العلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں۔

"انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے۔"

(تحذیر الناس از مولانا قاسم نانوتوی صفحہ ۳۵ مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی کراچی)

اس عبارت میں حضرت مولانا موصوف تمام انبیاء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز قرار دے رہے ہیں۔

(۳) :۔ حضرت قطب العالم شیخ المشائخ شیخ محمد اکرم[1] صابری الحنفی القدوسی کی کتاب اقتباس الانوار میں لکھا ہے۔ "روحانیت کمل گاہے بر ارباب ریاضت چناں تصرف میفرماید کہ فاعل افعال شاں میگردد۔ و ایں مرتبہ را صوفیاء بروز میگویند۔" (اقتباس الانوار صفحہ ۵۲)

روحانیت میں کامل لوگوں کی روحانیت بسا اوقات سالکوں پر اس انداز سے تصرف فرماتی ہے کہ ان کے افعال کی فاعل بن جاتی ہے۔ اور صوفیاء اس مرتبہ کو بروز کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

شاہ محمد مبارک علی صاحب نے خزائن اسرار الکلم مقدمہ فی شرح فصوص الحکم میں یہ عنوان باندھا ہے۔ "اٹھارواں مراقبہ مسئلہ بروز اور تمثل کے بیان میں" جس میں یہ لکھا ہے۔ بروز کو تناسخ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ نہیں ہوتا کہ پرانی روح ایک نئے وجود میں آجائے اسے تناسخ کہا جاتا ہے انہوں نے بات کھول دی ہے کہ بروز تناسخ نہیں۔ مثال پیش کرتے ہوئے ہم ان کی یہ عبارت من وعن نقل کرتے ہیں جس سے لدھیانوی صاحب کا مرزا صاحب پر اعتراض باطل ہو جائے گا۔ دیکھیئے اس بزرگ کی سوچ کتنی عمدہ اور صاف تھی کہ بروز کی مراد ایسی ہے جیسے ایلیا کے دوبارہ آنے کا عقیدہ یہودیوں میں رائج تھا۔ جب یحییٰ آگئے تو صفات کے لحاظ سے ایلیا کہلائے۔ ایسا ہی عیسیٰ کا نزول ہوگا۔ گویا ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی بدن آخر میں حلول کریں گے۔ بلکہ بصورت صفات جلوہ گر ہوں گے۔ اور ان کے نزدیک صفات کی جلوہ گری یہ نہیں کہ تمام صفات میں ہو بلکہ چند صفات کی جلوہ گری بروز بنانے میں کافی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ایک صفت کی وجہ سے بروز ہو جاتا ہے۔ فرمایا" اور ایسا ہی حکم بروز ادریس علیہ السلام کا بنا مرد ایلیاس علیہ السلام کے۔ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اور یہ کبھی بہ سبب غلبہ کسی ایک صفت کے ہوتا ہے۔ اور کبھی بغلبہ جمیع صفات کمالیہ کے۔ اس صورت میں کمال اتحاد مظہر کا بارز کے ساتھ ہوگا اور یہ قسم اعلیٰ مرتبہ بروز کا ہے۔"

(خزائن اسرار الکلم مقدمہ فی شرح فصوص الحکم صفحہ ۲۰۶ مصنفہ شاہ محمد مبارک علی صاحب حیدرآبادی)

(۴) :۔ گیارھویں صدی ہجری کے مجدد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"کمل تابعان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت وفرط محبت بلکہ بمحض عنایت وموہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود را جذب می نمایند و بکلیت برنگ ایشاں منصبغ می گردند حتیٰ کہ فرق نمی ماند درمیان متبوعان و تابعان الا بالاصالت والتبعیہ والاولیۃ والآخریۃ"

کہ انبیاء علیہم السلام کے کامل متبع بہ سبب کمال متابعت و محبت انہیں میں جذب ہو جانے ہیں۔ اور ان کے رنگ میں ایسے رنگین ہو جاتے ہیں کہ تابع اور متبوع یعنی نبی اور امتی میں کوئی فرق نہیں رہتا بجز اس کے اوّل و آخر اور سوائے اصلی اور تابع ہونے کے۔"

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۴۸ حصہ چہارم دفتر اوّل صفحہ ۹۹ مطبوعہ مجددی پریس امرتسر)

یہ من وعن حضرت مجدد الف ثانی کی تحریر ہے۔ اگر کوئی مولویانہ ذہنیت سے یہ تحریر پڑھے تو بھڑک اٹھے اور اوّل و آخر کے بارہ میں یہ کہے کہ تعلق زمانی ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ مجدد الف ثانی صاحب کی اس تحریر میں اوّل اولی حق ہے۔ خواہ کوئی کتنی ہی مشابہت رکھے مگر مشابہت رکھنے والا بعینہ اوّل کا ہم مرتبہ نہیں ہو سکتا ہم صفات تو بن سکتا ہے ہم مرتبہ نہیں۔ بہرحال یوسف لدھیانوی صاحب کیونکہ ایسی ذہنیت رکھتے ہیں کہ اس قسم کی تحریرات پر آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان پر لازم ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر زبان دراز کرنے کی بجائے حضرت مجدد الف ثانی پر زبان دراز کر کے دیکھیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کی محبت تو ایسے دلوں پر بھی جاگزیں ہے جو صبر و ضبط نہیں جانتے۔ اس لئے ہمیں یہ یقین ہے کہ لدھیانوی صاحب حضرت مجدد الف ثانی پر ہرگز ایسی بے باکی نہیں کریں گے۔ اور اس مصلحت آمیز خاموشی کی وجہ سے اپنا جھوٹا اور دوغلہ ہونا ثابت کر دیں گے۔

پس اگر مولوی صاحب کو اسلامی لٹریچر میں کہیں بروز کی اصطلاح دکھائی نہیں دی تو ان کی نظر کا قصور ہے اسلامی لٹریچر کا قصور نہیں۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ اسلامی لٹریچر میں تو بروز سے آگے بڑھ کر عین کی اصطلاح بھی موجود ہے۔ اور ایسے بزرگ موجود رہے ہیں جن کے متعلق ان سے عقیدت رکھنے والوں نے عین محمدؐ کے لفظ کہے ہیں ان کے قتل عام کا لدھیانوی صاحب کیوں حکم صادر نہیں فرماتے دیکھیئے بایزیدؒ کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ قطب زمانہ تھے۔ اس لئے آپ عین رسول علیہ السلام تھے۔ چنانچہ بحر العلوم مولوی عبد العلی مثنوی مولانا روم کے شعر سے

گفت زیں سو بوئے یارے میرسد
کاندریں دہ شہر یارے میرسد

کی شرح میں فرماتے ہیں :۔

"و ابویزید قدس سرہ قطب الاقطاب بود و قطب نمی باشد مگر بر قلب آں سرور صلعم پس بایزید قلب آں سرور صلعم و عین آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم بود۔"

(شرح مثنوی۔ دفتر چہارم صفحہ ۱۵۸)

یعنی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ قطب زمانہ تھے اس لئے آپ عین رسول علیہ السلام تھے۔ کیونکہ قطب وہی ہوتا ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر رہتا ہو۔ اور جو بھی کسی کے دل پر ہو وہ اس کا عین ہوتا ہے۔ اور حضرت بایزید بسطامی عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں :۔

"کاتب الحروف نے حضرت والد ماجد کی روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے سائے (رفیق) میں لینے کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگے یوں محسوس ہوتا تھا۔ گویا میرا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے مل کر ایک ہو گیا ہے۔ خارج میں میرے وجود کی کوئی الگ حیثیت نہیں تھی۔"

(انفاس العارفین اردو صفحہ ۱۰۳ از حضرت شاہ ولی اللہ ترجمہ سید محمد فاروق القادری ایم اے ناشر المعارف گنج بخش روڈ لاہور)

ضمناً ہم مولوی صاحب کو بتاتے چلیں کہ عین کو عربی زبان میں ظل کہتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت شیخ ابو الرضا محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ :۔

"حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا جیسے مجھے اپنی ذات مبارک کے ساتھ اس انداز سے قرب و اتصال بخشا کہ جیسے ہم متحد الوجود ہو گئے ہیں اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عین پایا۔"

(انفاس العارفین صفحہ ۱۹۶ حصہ دوم در حالات شیخ ابو الرضا محمد)

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴)

[1] حضرت شیخ محمد اکرم صابری ابن محمد علی "براسہ" کے رہنے والے تھے اور ان کا تعلق حنفی مذہب سے تھا اور مسلک کے لحاظ سے قدوسی کہلاتے تھے آپ نے اپنی تصنیف "اقتباس الانوار" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اور اولیائے کرام کے حالات درج کئے ہیں۔

نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

۱۴ مارچ کو عماز دکن نے بے بنیاد مضمون شائع کرکے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پیدا کیا۔ ۱۵ مارچ کو مخالفین نے خاکسار کا محاصرہ کرنا چاہا۔ ۲۰ مارچ کو حیدر آباد کی مجلس سنگنہ منعقد خادم سید ابرار احمد صاحب پر علین بازار میں موٹر سائیکل سے اُتار کر حملہ کیا موصوف نے بھی اکیلے حتی المقدور مقابلہ کیا نیز حیدر آباد سے ایک کتاب قادیانی ہی کافر کیوں؟ کثیر تعداد میں شائع کرکے پھیلائی جارہی ہے جس کے مصنف حافظ سید محمد عونی حسینی صاحب ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں جا بجا محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری اور خاکسار کی کتب کے حوالہ جات دیتے ہوئے جماعت پر اعتراضات کئے ہیں۔ جن کا جماعت بار بار جواب دے چکی ہے اور مصنف مذکور نے بعض نظریات کو نمایاں کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش اور جرأت کی ہے کہ صرف قادیانیوں کو ہی کیوں کافر قرار دیا جارہا ہے۔ جب کہ سابقہ بزرگان کبھی نعوذ باللہ نعوذ باللہ اپنے مقاماتِ شطحات اختیار کرنے کے باعث کافر کیوں نہیں؟

مصنف نے بعض مقامات پر جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعتراف حقیقت بھی کیا ہے جس کے بعض حصے از دیا دِ علم کی خاطر ہدیہ قارئین دیکھا کئے جاتے ہیں۔ مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ:-

”مرزا (صاحب) نے جس قدر دعاوی کئے وہ نبوت و رسالت کا حد کے ہیں خدائی دعوے اُس نے نہیں کئے ... لیکن دنیائے تصوف میں ہمیں ایسے اولیاء کرام ملتے ہیں جنہوں نے کھلم کھلا خدائی کے دعوے کئے ہیں۔“ (صفحہ ۱۶)

آج تک بعض علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خدائی کا دعویٰ کرنے کا الزام لگاتے تھے انہیں کی مصنف کے عالم نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ مشفور نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر مصنف نے خاکسار کے اس جواب کو پیش کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد دعاوی پر مخالف نے اعتراض کیا تھا لکھتے ہیں کہ

”مولوی حمید الدین شمس اپنی کتاب خاتم النبیین کی پاکیزہ تفسیر میں لکھتے ہیں حضرت غوث الاعظم اپنے قصیدہ الہامیہ میں فرماتے ہیں۔

ابراہیم کی آگ میری دعا سے ٹھنڈی ہوئی یعقوب کی آنکھیں میرے التفات سے اچھی ہوئیں قربانی کا مینڈھا اسمٰعیل کے لئے نہیں میرے لئے آیا موسیٰ کا عصا میری امداد کا عصا تھا۔ ایوب کی تکلیف میری دعا سے اچھی ہوئی۔ عیسیٰ کے گہوارہ میں بولنے والا میں ہی تھا۔ داؤد کو خوش الحانی میں نے سکھائی تھی۔ خدا کی کل ملکیت دراصل میری ملکیت ہے اور اس کے اصحاب میرے حکم کی تابعداری کرنے والے ہیں۔ بلندی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ میں ہی تھا اور اللہ تعالےٰ کے مخفی علم میں میری نبوت تھی اور لیس جب ادپر گئے تو اُن کے ساتھ میں ہی تھا کشتی میں نوح کے ساتھ میں ہی تھا اور طوفان میں میں نے اس کی حفاظت کی۔ میں پہلی پاک ہستی ہوں اپنے خالق کے علم میں اور میں ہی آخری ہوں جو اُٹھایا گیا کوئی منبر نہیں مگر اس پر میرے ہی نام کا خطبہ ہوتا ہے اور کوئی مسجد نہیں مگر اس میں میری نماز پڑھی جاتی ہے۔ ان تمام دعاوی کا جو جواب آپ دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے حضرت مرزا صاحب کے لئے ہوگا۔“

مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کہیں گے کہ ہمارے غوث اعظم نے فنا فی اللہ کے مقام پر رہ کر یہ سب کچھ فرمایا تھا یہ اُن کا فرمانا نہیں بلکہ اللہ کا فرمانا تھا۔ ؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

تو ہم بھی کہیں گے ہمارے مرزا صاحب نے بھی فنا فی الرسول کے مقام پر رہ کر سب کچھ فرمایا ہے ...... حمید الدین شمس کا یہ کہنا ہے کہ ان تمام دعاوی کا جو جواب آپ دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے حضرت مرزا صاحب کے لئے ہوگا۔ اپنی جگہ پر نہایت معقول ہے .... مرزا غلام احمد قادیانی کے بہترے دعاوی ہماری نظروں سے گزرے ہیں۔ اسی طرح صوفیا کے دعاوی بھی ہمارے سامنے ہیں ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ مرزا کے دعاوی صوفیا کے دعاوی کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے اس رو سے میں مرزا صوفیاء سے میلوں پیچھے ہے۔“ (بحوالہ قادیانی ہی کافر کیوں؟ صفحہ تا صفحہ)

الغرض مصنف مسلمانوں سے استفسار چاہتے ہیں کہ صوفیا اور بزرگان سلف نے جو دعاوی کئے ہیں وہ تو خدائی کی حد تک پہنچے لیکن انہیں مسلمان کہا جارہا ہے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے دعاوی تو وہاں تک نہیں پہنچ رہے لیکن انہیں آپ کافر قرار دے رہے ہیں مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ:-

”اگر تصوف کے مذکورہ نظریات عین حقائق و معارف ہیں تو غلام احمد قادیانی کو نبی نہ سہی اپنے وقت کا سرتاج صوفیا اور شیخ اکبر تو ماننا چاہیئے۔“ (صفحہ ۹)

مصنف لکھتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا لوگوں نے اسامہ بن زید کے توسط سے سفارش کی کہ اس کے مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس سے درگذر فرمایا جائے اس پر آپ نے فرمایا بے شک تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ معمولی لوگوں پر حد جاری کرتے تھے اور معززین کو چھوڑ دیتے تھے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ ایسا کرتی تو میں اُس کا ہاتھ کاٹ دیتا..... ہمیں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ غلام احمد قادیانی اور اُس کے متبعین کو کافر اور خارج از اسلام قرار دے کر ہم نے کس حد تک دین کے تقاضے کی تکمیل کی .... کیا وہ تصوف جس کی بنا پر غلام احمد قادیانی کو معتوب کیا جارہا ہے اس کو ہمارے مسلمان بجائے خود عین دین سمجھ کر سینے سے لگائے ہوئے نہیں ہیں جب یہ سب کچھ تصوف عین دین ہے اور سارے ہی صوفیا عقیدتوں اور سر آنکھوں کے مستحق ہیں تو پھر قادیانی ہی کافر کیوں؟“ (صفحہ ۸ کتاب مذکور)

مصنف کتاب ہذا کے خیالات سے ہمیں اتفاق نہیں کیونکہ اسلام کی روح اور ارتقائے بار کا تقاضا سے یہ نا آشنا ہے۔ وہ بزرگ جن سے خدا تعالےٰ ہم کلام ہوتا تھا وہی اس کوچہ سے آشنا تھے لیکن بہر صورت مصنف۔ جرأت مندی کا ثبوت دے کر اس امر کا اعتراف کئے بغیر تو نہ رہ سکے کہ جن دعاوی کی بنا پر جماعت احمدیہ کے بانی پر فتوے لگائے جارہے ہیں ان سے کہیں زیادہ شطحیات سے بزرگان نے دعوے کئے ہیں آج علماء ظواہر اور پاکستان کی اسلامی حکومت کیلئے لمحہ فکریہ ہے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا اور خدا کے حضور مجرم بن رہے ہیں۔ لیکن اب علمی حلقوں میں جماعت کے حق میں مظلومیت کی آوازیں بلند ہونا شروع ہوچکی ہیں ؎

نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

واقفین نو بقیہ صفحہ

میں داغ ہے اس میں نہ ہو گا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے تربیت کے معاملہ میں خدا کی ہستی کو بھلا دیا اور اپنی تربیت پر بھروسہ کر لیا۔ چنانچہ ساری محنت رائیگاں گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اخلاقی تربیت:۔ بچے کے ہاتھ میں کھلونا یا چیز دے کر اس سے دوسروں کو دلوانے کی کوشش کریں دے دینے پر پیار کریں۔ شاباش دیں۔ آہستہ آہستہ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنا (SHARE) کرنا سیکھ لے گا۔ ورنہ بچہ جبلی طور پر POSSESIVE ہوتا ہے۔ وہ کوئی چیز دینا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ دوسرے بچے کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ بچے کے ہاتھ سے آپ خود بھی چیز چھیننے کی کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی چھری قینچی وغیرہ قسم کی چیز بچہ پکڑ لے تو حکمت عملی سے حاصل کریں۔

الوداعی تقریب

مورخہ ۱۰ رمئی بروز اتوار بعد نماز مغرب و عشاء خاکسار (محمد فیروز الدین انور) کی زیر صدارت ایک خصوصی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ جو مکرم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب (جن کا تین سالہ خدمت جلیلہ کے بعد حیدر آباد تبادلہ ہوا ہے) کی الوداعی تقریب کے طور پر منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں کثیر تعداد میں کلکتہ کے احمدی اپنے محبوب مبلغ و خادم سلسلہ مکرم جناب سلطان احمد ظفر صاحب کو الوداع کہنے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ کارروائی کا آغاز مکرم جناب مولوی نور احمد صاحب گنگا رام پور کی تلاوت اور مکرم جناب شہزادہ پرویز صاحب کی نظم خوانی سے ہوا۔ ازاں بعد عزیز مکرم محمد نور الدین آزاد سلمہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رح کا ایک اقتباس موقعہ کی مناسبت سے پڑھ کر سنایا۔

بعدہ مکرم جناب منظور عالم صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔ آپ کے بعد مکرم جناب رمضان علی صاحب نے بھی انگریزی میں اپنے خیالات اور احساسات بیان فرمائے۔

ازاں بعد مکرم جناب منظر احمد صاحب بانی نے اپنے خیالات کا نہایت اختصار کے ساتھ اظہار فرمایا۔ اور ساتھ ہی حضرت سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم "فی امان اللہ" بھی پڑھی۔ منظر احمد صاحب بانی کے بعد مکرم جناب عطاء الرحمن صاحب آف بھبر تپور۔ ضلع مرشد آباد اور مکرم جناب مولوی نور احمد صاحب نے بزبان بنگلہ اپنے دلچسپ واقعات۔ تعلقات اور مولانا صاحب کے ساتھ بیتے ہوئے لمحات اور بعض ایمان افروز واقعات کو خصوصی طور پر بیان کیا۔

آخر پر خاکسار نے بھی ایک تعارفی اور تعریفی مضمون جو جناب ماسٹر محمد مشرق علی صاحب امیر مقامی کلکتہ کے ارشاد کے مطابق تیار شدہ تھا مضمون سنایا۔ پھر آخر میں مکرم جناب مولانا سلطان احمد ظفر صاحب نے بھی اپنے بنگال (کلکتہ) سے لگاؤ محبت۔ پیار اور انہیں جو تعاون ملا اس کا بڑے دلچسپ اور جذباتی انداز میں اظہار فرمایا اس موقعہ پر مولانا صاحب کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی دی گئی۔ اجتماعی دعا کے بعد رات ۹ بجے مجلس برخاست ہوئی۔

(خاکسار۔ محمد فیروز الدین انور۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ جماعت احمدیہ کلکتہ)

لجنہ اماء اللہ سکندر آباد کے تحت مشاعرہ

لجنہ اماء اللہ سکندر آباد نے امسال ایک نعتیہ بزم مشاعرہ منعقد کیا جس کی غرض یہ تھی کہ غیر از جماعت طبقہ کے سامنے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان جو اس زمانہ کے مامور من اللہ امام ہماری علیہ السلام نے جا بجا اپنے منظوم کلام عربی اردو و فارسی زبان میں بیان فرمائی ہے پیش کیا جائے۔ مشاعرہ کے ساتھ ہی دینی کتب کی نمائش بھی رکھی گئی اور کثیر تعداد میں لٹریچر تقسیم کر کے پیغام حق پہنچانے کی توفیق پائی۔ الحمد للہ۔

یہ مشاعرہ محترمہ امۃ النعیم بشیر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کی صدارت میں مورخہ ۲۹ فروری ۹۲ء کو چار بجے شام الدین بلڈنگ میں منعقد ہوا۔ مشاعرہ سے ایک ہفتہ پہلے لجنہ کی تین عہدیداران نے ایک تبلیغی دورہ مقامی اسلامیہ سکول اور بعض دیگر خواتین کے گھروں پر مشتمل کیا اور دعوتی رقعے دیئے۔ چنانچہ سکول کی پرنسپل صاحبہ اپنے آٹھ خواتین پر مشتمل سٹاف ممبرز کے ساتھ تشریف لائیں۔ نیز دو کالج کی طالبات اور سکول کی ۳۵ طالبات اور دوسری خواتین نے شرکت کی۔ غیر احمدیوں کی تعداد کل ۶۰ تھی۔ الحمد للہ۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس قدر کثیر تعداد میں غیر احمدی خواتین ہماری محفل میں شریک ہوئیں۔

مشاعرہ کا پروگرام محترمہ صدر صاحبہ نے مرتب کیا اور تلاوت قرآن مجید و ترجمہ کے بعد تمام اساتذہ کرام، مہمانان کرام کا تعارف کراتے ہوئے سب کو لجنہ اماء اللہ سکندر آباد کی جانب سے خوش آمدید کہا۔ محترمہ صدر صاحبہ نے تمہید میں بتایا کہ چودہ سو سال میں بے شمار نعتیں اور قصیدے حضرت رسول اکرم صلعم کی شان میں لکھے گئے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی جو بلند شان بیان فرمائی اور جو ہدیۂ عقیدت و محبت کے پھول آپ کی مقدس بارگاہ میں بھیجا ور رکھے ہیں وہ ہر لحاظ سے منفرد و ممتاز ہیں اور تاریخ ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ چنانچہ محترمہ صدر صاحبہ نے حضور اقدس کے فارسی منظوم کلام کے چیدہ چیدہ اشعار سنائے اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں متعدد نظمیں خوش الحانی سے پڑھی گئیں۔ ہر دو احمدی بہنوں کے بعد ایک غیر احمدی بہن کی نعت رکھی گئی تھی۔ کل آٹھ غیر از جماعت خواتین نے نعتیں پیش کیں۔ احمدیوں کے درمیان غیر احمدیوں کی نعتیں پڑھی جانے سے خود بخود موازنہ ہو رہا تھا اور ہر احمدی اور غیر احمدی دل یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ بلا شبہ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام بدرجہا بہتر پُر سوز اور سچی محبت رسول سے بھرپور تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آپ کے کلام کے ہر ہر لفظ سے نورِ مصطفوی منعکس ہو کر محفل کو بقعۂ نور بنا رہا ہے۔ الحمد للہ۔

مشاعرے کے آخر میں اختر سلطانہ شرق نے کلام محمود سے دعائیہ اشعار "عطا کر جاہ و عزت دو جہاں میں" بہت ہی پُرسوز آواز میں پڑھی۔

اس کارروائی کے بعد محترمہ صدر صاحبہ حیدر آباد حاضرات سے مخاطب ہوئیں آپ نے بھی پروگرام کو سراہا اور مبارک باد دی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں یہ محفل منعقد کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ الحمد للہ۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلعم کے متعلق کہا کہ آپ کو کس حد تک پیارے آقا آنحضور سے عشق تھا جس کا اظہار آپ کے پاکیزہ کلام سے عیاں ہوتا ہے۔ آپ نے کہا کہ جب کسی کے دل میں حد سے بڑھ کر عشق ہو جاتا ہے تب وہ اشعار کہتا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم پیارے آقا آنحضرت پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔ اس کے بعد محترمہ اعظم النساء صاحبہ نے دعا کروائی۔ اور یہ پُر رونق محفل اختتام پذیر ہوئی۔ دعا کے بعد مہمان حاضرات کی ٹی پارٹی کی گئی اور باقی حاضرات کو شیرینی تقسیم کی گئی۔ آخر پر سب نے اپنے تاثرات ایک رجسٹر پر لکھے۔ اسلامیہ سکول کی پرنسپل نے اپنی تمام اسٹاف کی طرف سے خود تاثرات لکھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ مشاعرہ بہت ہی کامیاب ثابت ہوا*

* تمام غیر احمدی بہنوں کو بہت پسند آیا اور ان میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ ہر غیر احمدی بہن نے تعریف کی کہ آپ لوگ اتنی اچھی تنظیم کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ اور اتنا ٹائم دین کاموں میں صرف کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت عطا فرمائے*

(صدر لجنہ سکندر آباد)

شاہراہِ غلبۂ اسلام پر ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ سونگھڑہ کا ایک روزہ اجتماع

الحمد للہ لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ کے زیر انتظام مورخہ ۲۰ شہادت ۹۲ء کو ایک شاندار اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ اور خواتین ، ناصرات کو خالص دینی جذبات سے سرشار کرنے کے لئے کئی قسم کے علمی مقابلہ جات کے پروگرام ترتیب دیکر عملی جامہ پہنایا گیا۔ اس سلسلہ میں صوبہ اڑیسہ کے مبلغ مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برقؔ نے بھرپور تعاون دیا فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ ہمارے اس اجتماع میں تلاوت قرآن کریم۔ تقاریر۔ نظم خوانی۔ دینی معلومات۔ مشاہدہ و معائنہ کا مقابلہ ہوا۔ ساڑھے تین بجے تا رات گیارہ بجے پروگرام جاری رہا لاؤڈ سپیکر کے معقول انتظام کی وجہ سے دور دور تک آواز جاتی رہی اس طرح احمدیت سے متعلق ایک روح پرور تبلیغی سماں بندھ گیا اس اجتماع کے پروگرام میں لجنہ اماء اللہ گوپال پور۔ دھوال ساہی۔ محی الدین پور۔ رسول پور۔ کوسمبی کی لجنہ اور ناصرات نے نہایت درجہ شادمانی کے ساتھ شرکت کی۔ جبکہ محترمہ نجم النساء صاحبہ صدر استقبالیہ کمیٹی نے دور دور سے آنے والی تمام خواتین کا پرتپاک خیر مقدم و استقبال کیا۔ اُن کے ساتھ جملہ اُمور میں مکرمہ صدر لجنہ کوسمبی نصرت جہاں صاحبہ نے ہر ممکن تعاون کیا۔

جزاهما اللہ احسن الجزاء۔ علمی مقابلہ جات کے اختتام پر تقسیم انعامات کے فرائض محترمہ نجم النساء صاحبہ صدر مجلس استقبالیہ نے سرانجام دیئے۔ پُرسوز دعا کے بعد جلسہ کی برخاستگی کا اعلان کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے

(خاکسار ذکیہ خاتون جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کوسمبی سونگھڑہ)

کالیکٹ میں لجنہ اماء اللہ کا ایک کامیاب کیمپ

ضلع کالیکٹ کی دو جماعتوں کی لجنات کا ایک کیمپ مورخہ ۷ رجون ۹۲ء بروز اتوار کوڈ یتھور میں نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس میں شرکت کے لئے کالیکٹ سے ایک سپیشل بس (SPECIAL BUS) میں ۷۵ کے قریب ممبرات کے علاوہ انفرادی طور پر بھی بہت سی مستورات کالیکٹ سے تشریف لے گئیں۔ یہ کیمپ کوڈ یتھور ہائی سکول میں صبح دس بجے خاکسار امۃ الحفیظ بیگم اہلیہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب کی زیر صدارت مکرمہ میمونہ رشید کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ شروع ہوا۔ سب سے پہلے لجنہ اماء اللہ کوڈ یتھور کی صدر محترمہ زبیدہ صاحبہ نے استقبالیہ تقریر کی۔

اس کے بعد محترم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے اس کیمپ کا افتتاح کرتے ہوئے اس کی اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور لجنہ اماء اللہ کے فرائض کے بارے میں تفصیل سے توجہ دلائی مکرم P. A ایوبی صاحب زعیم انصار اللہ کالیکٹ نے جماعت احمدیہ کی مستورات کی خدمات کے بارہ میں بتایا اور اس کیمپ کی کامیابی کے لئے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

اس کے بعد عزیزہ امۃ الوحید صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے دو تمین میں سے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ اور مکرمہ رشیدہ صاحبہ نے ملایالم میں عمدہ رنگ میں نظم پڑھی۔ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے اپنی صدارتی تقریر میں لجنہ اماء اللہ کے قیام کی اغراض اور اُن کی ذمہ داریوں پر توجہ دلائی۔ "اسلام میں عورتوں کا مقام" "حضرت رسول کریم صلعم کا اُسوہ حسنہ" "سلسلہ عالیہ احمدیہ" "اہمیت تبلیغ" کے عنوانوں پر علی الترتیب مکرمہ پی۔ رزینہ صاحبہ مکرمہ ایم۔ نسیمہ صاحبہ مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ اور مکرمہ K۔ صدیقہ صاحبہ نے بہت اچھی اور معیاری تقریریں کیں۔

اس کے بعد QUISS. PROGRAME ہوا۔ اس نہایت دلچسپ اور معلوماتی پروگرام میں بہنوں نے بہت بہترین رنگ میں حصہ لیا۔ اوّل اور دوئم آنے والی ممبرات کو انعام دیا گیا۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کوڈ یتھور کی طرف سے نہایت پُرتکلف کھانے کا عمدہ انتظام کیا گیا۔ کیمپ کی دوسری نشست محترمہ بیوجوز صاحبہ کی زیر صدارت خاکسار امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی محمد عمر صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکرمہ T. ساجدہ صاحبہ نے بعض احادیث پڑھ کر ان کی تشریح کی اس کے بعد مکرمہ حنیفہ صاحبہ نے ملایالم میں مکرمہ میمونہ رشید صاحبہ نے عربی میں اور مکرمہ رئیسہ صمد صاحبہ نے اردو میں نظمیں سنا کر سب کو محظوظ کیا۔

"اہمیت خلافت"۔ "عقائد احمدیت"۔ "اہمیت و عظمت قرآن" "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے عنوانات پر علی الترتیب مکرمہ میمونہ رشید صاحبہ مکرمہ کے۔ پی۔ نسیمہ صاحبہ۔ مکرمہ سی۔ پی۔ راشدہ صاحبہ اور مکرمہ ریحانہ صاحبہ نے تقریریں کیں آخر میں محترمہ ایم۔ عائشہ بی صاحبہ نے قرآن مجید کی بعض دعائیں سنا کر اُن کا مطلب بیان کیا۔ کالیکٹ لجنہ کی صدر محترمہ سعیدہ صاحبہ نے بھی خطاب کیا تھا۔

آخر میں صدر صاحبہ نے اچھے پیرائے میں بعض نصائح کیں۔ مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد تمام لجنات کی چائے سے تواضع کی گئی۔ کیمپ کے اختتام پر تمام مستورات نے مسجد احمدیہ میں ظہر و عصر باجماعت ادا کیں۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ کیمپ ہر جہت سے کامیاب رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار
(امۃ الحفیظ بیگم۔ کالیکٹ)

پورٹ بلیئر (انڈیمان) کی تبلیغی مساعی

تمرنگا پارک جس میں احمدیہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی میں انتظامیہ سے باقاعدہ ہر ماہ بک اسٹال لگانے کی اجازت لی گئی۔ چنانچہ پہلا بک اسٹال مورخہ ۶/۴/۹۲ کو لگایا گیا۔ اس بک اسٹال میں اردو۔ ہندی۔ انگریزی۔ تامل ملیالم۔ بنگالی۔ اور رشین زبان میں لٹریچر رکھا گیا فروخت کتب کے علاوہ بیسیوں افراد نے مفت لٹریچر از خود اسٹال میں آکر حاصل کیا۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے فولڈرز اردو۔ ہندی۔ انگریزی۔ تامل۔ اور ملیالم زبان میں سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

عید کے موقعہ پر پیار و محبت کی فضاء قائم کرنے کے لئے جماعت نے پورٹ بلیئر کے سرکردہ افراد کو مٹھائی پیش کرنے کا پروگرام بنایا چنانچہ ۴/۱۲/۹۲ کو بعد نماز عید ایک وفد مکرم سلطان احمد صاحب صدر جماعت مکرم ٹی۔ پی محمد طاہر صاحب سابق صدر مکرم شریف احمد صاحب مکرم عبد الحکیم صاحب اور خاکسار پر مشتمل مکرم لیفٹیننٹ گورنر انڈیمان جناب او۔ ایس۔ دیال مکرم جناب ٹی۔ پی۔ چوہان صاحب چیف سیکرٹری انڈیمان مکرم جناب ڈی۔ ایس۔ سنگھو صاحب آئی جی پولیس۔ مکرم جناب کے سوری صاحب ڈائریکٹر ریڈیو اسٹیشن پورٹ بلیئر اور مکرم پرمود کمار صاحب ایڈیٹر ریڈیو سٹیشن سے ملاقات کی اور جماعت کی طرف سے عید کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے مٹھائی کا تحفہ پیش کیا جسے مذکورہ بالا افراد نے خوشی سے قبول کیا۔

مکرم کے سوری صاحب ڈائریکٹر ریڈیو اسٹیشن پورٹ بلیئر کے ہاں جب ہم لوگ گئے تو موصوف اپنے گھر کے برامدہ میں بیٹھے ہوئے کسی دوست سے باتیں کر رہے تھے جیسے ہی ہم لوگ پہنچے باوجود اس کے کہ موصوف ہندو تھے بڑی زور سے السلام علیکم اور عید مبارک کہا۔ اور سب سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد گھر کے اندر لے گئے اور کہا کہ میں چند سوالات آپ لوگوں سے کرنا چاہتا ہوں خاکسار نے عرض کی ضرور خوشی سے کریں پہلے خاکسار نے موصوف کو مٹھائی کا تحفہ جماعت کی طرف سے پیش

کیا فرمانے لگے ہیں اب تک جماعت احمدیہ کا نام تو سنتا تھا مگر زیادہ معلومات نہیں تھیں مگر آپ کی کانفرنس کے موقعہ پر کچھ تعارف ہوا مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی نیز جماعت کی نامور شخصیات سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا تعارف کرانے پر فرمایا میں ان کو جانتا ہوں مگر یہ مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ احمدی ہیں۔ آپ جماعتی خدمات کا ذکر سن کر بہت متاثر ہوئے آخر میں فرمانے لگے کہ میں ہندو ہوں ہندو کوئی مذہب نہیں پینتیس کروڑ ان کے دیوتے ہیں اس لئے میں اسلام سے بہت لگاؤ رکھتا ہوں مگر بہت دکھ کی بات یہ ہے کہ اگر میں آج میں مسلمان ہوتا ہوں تو کوئی نہ کوئی فرقہ مجھے اختیار کرنا ہوگا تو جس فرقہ میں بھی میں جاؤں گا دوسرے فرقہ کے لوگ مجھے کافر کہیں گے تو اسلام لانے کا کیا فائدہ ہوا۔ مکرم ٹی۔ پی محمد طاہر صاحب نے فرمایا کہ یہ مسلمان ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں مگر جماعت احمدیہ نے آج آج تک کسی دوسرے مسلمان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔

موصوف حالانکہ ہندو مذہب سے تعلق رکھتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بہت احترام سے لیتے تھے اس موقعہ پر پورٹ بلیئر کے ایک سرکردہ مسلمان دوست تک بھی احمدیت کا پیغام پہنچا دعا ہے اللہ تعالیٰ دونوں کو حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا کرے (آمین)

(خاکسار تنویر احمد خادم مبلغ سلسلہ)

حیدرآباد میں تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

جماعت احمدیہ حیدرآباد ہمیشہ نادر مواقع سے فائدہ اٹھا کر تبلیغی میدان میں کام کرتی آرہی ہے جس وجہ سے مخالفین بھی نت نئی چالوں سے جماعت کی مخالفت کرتے ہیں ۱۳ر مارچ ۱۹۹۲ء کو بہار دکن نے جماعت کے خلاف غلط حوالہ جات دے کر عوام الناس مسلمانوں کو اشتعال دلایا۔ اور ۲۷ر مارچ کو بعض غنڈوں نے جماعت احمدیہ حیدرآباد کے مستعد خادم مکرم سید امراز احمد صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد پر آن کی موٹر سائیکل روک کر حملہ کر دیا اور لی بازار کی مسجد میں رات کے وقت چار پانچ روز قبل احمدیوں کو ہراساں کرنے کی کوشش کی اسی دوران سنٹرل منسٹر آف سیول سپلائیز اینڈ ڈسٹری بیوشن جناب کمال الدین احمد صاحب دہلی سے حیدرآباد آئے ہوئے لیک ویو گیسٹ ہاؤس میں محترم مولوی حمید الدین صاحب شمس۔ انچارج احمدیہ مسلم مشن نے سنٹرل منسٹر موصوف سے ملاقات کی آپ کے ہمراہ مکرم مرزا ارشد اللہ بیگ صاحب انجینئر اور مکرم محمد قدرت اللہ صاحب غوری انجینئر تھے۔

محترم مولانا شمس صاحب نے تفصیل سے جماعت کا تعارف کروایا اور جماعت کی خدمات اسلام و اشاعت کو پیش کیا جس سے کمال الدین صاحب احمد کافی متاثر ہوئے بالآخر وفد کے ہمراہ منسٹر صاحب موصوف نے فوٹو کھنچوایا لٹریچر بھی پیش کیا جسے موصوف نے نہایت عقیدت سے قبول کیا۔ نیز ورنگل کے علاقے میں جماعت کی خدمات کو سراہا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری مساعی میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے (آمین) اور تمام افراد جماعت کو داعی الی اللہ بننے کی توفیق دے۔

مورخہ ۲۹ر مارچ کو نرنکاری بھون حیدرآباد میں آل ریلیجنز کانفرنس (ALL RELIGIOUS CONFERNCE) منعقد ہوئی جس میں مختلف مذاہب کے اسکالرز نے شرکت فرمائی جماعت احمدیہ کی طرف سے محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن نے تقریر کی آپ نے اسلام کی پر امن تعلیمات کو عمدہ آفریں انداز میں پیش کرتے ہوئے گرو گرنتھ صاحب کی ایک پیشگوئی پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اب حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ایمان لاکر ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ امن کی داغ بیل ڈالی جاسکے گی آپ کی تقریر کو بہت پسند کیا گیا بلکہ صدر جلسہ نے اس تقریر کو نوٹ کیا اور محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صوبائی امیر نے تقریر کی آپ نے بھی بہت اچھے انداز میں جماعت احمدیہ کی پر امن خدمات کا ذکر کیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام احمدیہ مسلم مشن کے پاس بلا تفریق مذہب و ملت عوام الناس کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا گیا جو مسلسل تین چار ماہ تک انتظام رہے گا۔ اس کیلئے ایک خادم بھی رکھا گیا۔ الحمد للہ اس کار خیر کا غیر از جماعت اور غیر مسلموں پر بہت اچھا اثر ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر احمد عبد الماجد
(صوبائی قائد آندھرا پردیش)

بلڈ ڈونیشن کیمپ اسلام آباد میں خون کا عطیہ

مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۹۲ء کو یاربل پورہ ہیلتھ سنٹر کے احاطے میں اسلامک ریلیف ٹرسٹ اسلام آباد کے اہتمام سے ایک بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انعقاد ہوا۔ یہ ٹرسٹ ڈسٹرکٹ اننت ناگ کے مختلف مسلمان فرقوں کی جانب سے چلایا جا رہا ہے۔ ٹرسٹ کی جانب سے خاکسار سے دعوت نامہ کے ذریعے درخواست کی گئی تھی جس پر جماعت کے آٹھ خدام و انصار نے اپنے نام عطیہ خون کے لئے لکھوائے اور چار دوستوں کے نام RESERVE رکھے گئے اور باقی چار خدام نے خون کا عطیہ پیش کیا۔ اس کے بعد ایک سو سے زائد مہمانان کرام اور بلڈ ڈونیٹرس دوستوں کو ریفرشمنٹ دیا گیا۔

چیئرمین صاحب ٹرسٹ اور سیکرٹری صاحب ٹرسٹ نے خصوصی طور پر اپنی تقاریر میں اس کیمپ کے انعقاد میں بھرپور تعاون دینے کے لئے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی اعتراف کیا کہ یہی تنظیم ہے جس نے اسلام آباد کے زبردست آتشزدگی کے سانحہ پر اول نمبر پر معقول رقم اور خوراک کی صورت میں غلہ پہنچا کر خدمت انسانیت کا عظیم نمونہ پیش کیا۔ ٹرسٹ نے خاکسار کے نام اس سلسلے میں ایک تحریری خط کے ذریعہ شکریہ بھی کیا ہے۔ اس تقریب کے آخر پر خاکسار نے مقامی مذہبی تنظیموں اور معززین علاقہ کے ارشاد پر اراکین ٹرسٹ، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور عطیہ خون دینے والے احباب اور معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور خدمت انسانیت کے بارے میں جماعت کا موقف واضح کیا۔ اور فلاحی کاموں میں بھرپور تعاون دینے کا یقین دلایا۔ آخر پر معزز مہمانان کرام کی خدمت میں مناسب رنگ میں لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

درخواست دعا ہے کہ مولا کریم ہماری حقیر خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

(عبد الحمید ٹاک صوبائی صدر کشمیر)

تربیتی اجلاسات منارگھاٹ

مورخہ یکم، ۸، ۱۵، اور ۲۲ مئی کو بعد نماز مغرب خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام تربیتی اجلاسات احمدیہ مسجد میں منعقد ہوئے۔ اور خدام کو مختلف تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مورخہ ۲۲/۵/۹۲ کو بعد نماز مغرب مکرم و محترم ایس ناصر احمد صاحب کی زیر صدارت ایک تربیتی کلاس لگائی گئی۔ محترم پی۔ ٹی۔ محمد علی صاحب نے تلاوت قرآن کی عہد نامہ دہرایا اس کے بعد قائد صاحب کی ہدایت پر تمام خدام نے سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ سنایا اور خاکسار نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ صدر مجلس کی اختتامی تقریر اور اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔ تمام اجلاسات میں جماعت سے اکثر اللہ خدام و اطفال اور کئی لجنات نے بھی شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ اچھے اثرات پیدا کرے

والسلام خاکسار
(سی۔ ایچ۔ عبد الرحمٰن معلم وقف جدید)

درخواست ہائے دعا

• ـ مکرمہ افضل النساء صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحمید صاحب شریف آف ساگرا اپنے خاوند اور بچوں و داماد کی صحت و سلامتی دینی دنیاوی ترقیات اور خادم دین بننے کے لئے نیز اپنی موجودہ بعض پریشانیوں کے ازالہ اور صحت و سلامتی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔
(اعانت بدر -/۲۵ روپے) (مقصود احمد بختی خادم سلسلہ شموگہ)

• ـ میری والدہ مکرمہ امۃ الوہاب ضیاء صاحبہ بیوہ مکرم عبداللطیف خان نیچھا مرحوم سابق اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ربوہ کے گردے شوگر کی زیادتی کے سبب متاثر ہوئے ہیں موصوفہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں کامل شفا یابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (مبشر احمد مقیم جرمنی)

• ـ خاکسار کے اہل و عیال بھائی بہنوں کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات بچوں کے خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار کے والد صاحب حال ہی میں وفات پا گئے ہیں ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دُعا ہے (اعانت بدر -/۵۰ روپے) (مبشرہ طاہر اہلیہ طاہر احمد عارف مہاراشٹرا)

• ـ میرا لڑکا بشیر الدین مقیم لندن -/۱۰۰ روپے اعانت بدر ادا کر کے اپنے لئے اور بیوی بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات خلافت سے حقیقی وابستگی اور صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا کرتا ہے۔ نیز خاکسار کے بائیں گھٹنے میں درد رہتی ہے چلنے پھرنے میں سخت تکلیف ہے شفا کاملہ کے لئے اور زیر تبلیغ افراد کے نور احمدیت سے منور ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔
(زاہدہ ریاض بیگم سیکرٹری تبلیغ لجنہ حیدر آباد)

• ـ خاکسار کے والدین اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی درازی عمر کاروبار میں برکت اور صبر و سکون نیز اولاد صالحہ نرینہ عطا ہونے کے لئے۔ عزیز احمد کے روشن مستقبل اور ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے
(سلطان احمد ناصر زار الشکر ربوہ)

• ـ مکرم راجہ بشیر احمد صاحب مقیم جرمنی عطیہ بدر -/۵۰ روپے ادا کرتے ہوئے اپنے اور اہل خانہ کی دینی دنیاوی ترقیات اور کاروبار میں برکت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینیجر بدر)

• ـ برادرم مکرم خلیل بشیر قمرؔ صاحب مغربی جرمنی اعانت بدر میں یکصد روپیہ ادا کرتے ہوئے اپنی اور اپنے اہل و عیال نیز والدین اور بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی مشکلات و پریشانیوں کے ازالہ کے لئے اور ہر طرح فلاح و بہبودی اور روشن مستقبل کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (عبدالوکیل نیاز قادیان)

• ـ میری چھوٹی بھتیجی عزیزہ فریدہ عفت کافی دنوں سے ٹائیفائڈ کے بخار سے بیمار ہے علاج جاری ہے مگر افاقہ نہیں ہوا ہے۔ عزیزہ کی کامل شفایابی کے لئے نیز مکرم محمود احمد صاحب شبیب شیر نائب صدر تیاپور کے کاروبار میں ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (سید وسیم احمد عجیب تیاپوری قادیان)

اعلان نکاح

۱ ـ مورخہ ۱۲/۷/۹۲ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں محترم حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے مکرم ریاض احمد صاحب ایم۔ اے ولد مکرم صدر الدین صاحب آف باڑی چیچیاں (پونچھ) کا نکاح عزیزہ مکرمہ امۃ الرؤف بشریٰ ایم۔ اے بنت مکرم ابرار احمد صاحب آف قادیان امرد بہر (ربیبہ محترم عبدالقادر صاحب اعوان مرحوم) کے ساتھ مبلغ تیس ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا ہر جہت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔
مکرم ریاض احمد صاحب نے اعانت بدر میں تیس روپیہ ادا کئے ہیں
(بشارت احمد بشیر مبلغ سلسلہ پونچھ)

۲ ـ مورخہ ۲۵/۶/۹۲ کو مکرم محمد محی الدین اسد صاحب ابن مکرم عبدالنبی صاحب مرحوم آف کوکنور کا نکاح مکرمہ نجم النساء بیگم بنت شیخ عباس صاحب آف کرنائل گوڑہ کے ساتھ مبلغ -/۲۵۰۰۰ روپیہ حق مہر پر خاکسار نے پڑھا۔

۳ ـ مورخہ ۲۷/۶/۹۲ مکرمہ حلیمہ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالنبی صاحب مرحوم کا نکاح مکرم عطاء اللہ صاحب آف دیرہ کے ساتھ مبلغ -/۶۰۰۰ روپے حق مہر پر خاکسار نے پڑھا۔
اس خوشی کے موقع پر مکرم عطاء اللہ صاحب نے -/۲۵ روپے اور مکرم محی الدین احمد صاحب نے -/۱۵ روپے اعانت بدر میں ادا کیے۔ خدا تعالیٰ ہر دو رشتوں کو ان خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور ثمر بہ ثمرات حسنہ سے نوازے آمین
(منیر الحق مبلغ سلسلہ کوکنور)

ولادت

خاکسار کے بھائی ڈاکٹر انوار احمد صاحب خانپور ملکی (بہار) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۷ جولائی ۹۲ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم مولوی عبدالواحد صاحب درویش مرحوم قادیان کا نواسہ اور مکرم سید حامد حسین صاحب مرحوم خانپور ملکی بہار کا پوتا ہے۔ نومولود کی درازی عمر نیک خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے (حلیمہ پروین اہلیہ یونس احمد کارکن لنگر خانہ قادیان)

حضرت خان صاحب مولوی فرزند علیؓ کی سوانح حیات کے متعلق

چند ضروری تاریخیں

بدر کی گزشتہ اشاعتوں میں حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات پر مشتمل ایک مضمون شائع ہوا ہے مکرم شیخ خورشید احمد صاحب کے استفسار پر حضرت خان صاحبؓ نے اپنی زندگی کے بعض خاص واقعات کی تاریخیں بھی بیان فرمائیں جو درج کی جاتی ہیں
تاریخ پیدائش۔ ۱۰ اکتوبر ۱۸۷۵ء۔ میٹرک کے امتحان میں کامیابی ۱۸۹۰ء ایک سرکاری ملازمت میٹرک کا نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی حاصل ہو گئی۔ وہاں چند ماہ کام کرنے کے بعد انسپکٹر جنرل آف آرڈیننس کے دفتر میں جو کلکتہ میں تھا میری پہلی تعیناتی ہوئی بعد میں ملازمت کا سارا عرصہ فیروز پور اور راولپنڈی میں گزار ۱۹۲۸ء میں ریٹائر ہوا۔
بحیثیت امام مسجد فضل لندن اپریل ۱۹۲۸ء تا اپریل ۱۹۳۳ء کام کرنے کی توفیق ملی۔ واپس آکر صدر انجمن احمدیہ میں بحیثیت ناظر مختلف محکموں میں خدمت کی توفیق ملی چنانچہ یکم مئی ۱۹۳۳ء سے اکتوبر ۱۹۳۶ء تک ناظر امور عامہ رہا۔ اس کے بعد نظارت بیت المال کا چارج لیا اسی حالت میں ۱۳ مئی ۱۹۴۸ء کو دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا ایک ماہ کی رخصت کی درخواست پر حضرت خلیفۃ ثانی نے فرمایا۔ رخصت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ڈیوٹی کے دوران فالج ہوا ہے لہذا تا مکمل صحت پورا الاؤنس ملتا رہے گا۔ ۱۹۱۳ء میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ حج بیت اللہ کی توفیق ملی۔

ساتواں سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت ۱۹۹۲ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت لجنہ اماء اللہ بھارت کے ساتویں سالانہ اجتماع کے لئے ۱۶، ۱۷، ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ لجنات اماء اللہ بھارت اس اجتماع میں نمائندگان کو بھجوانے کی ابھی سے کوشش کریں۔ اسی طرح پروگرام میں شامل ہونے کے لئے ممبرات لجنہ و ناصرات کو تیاری کے ساتھ بھجوائیں۔ پروگرام اجتماع لائحہ عمل ۹۲ء میں چھپ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ اجتماع کامیاب اور بابرکت کرے آمین۔

صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

تحریک وقفِ جدید اور

مخلصین جماعت احمدیہ بھارت کیلئے لمحۂ فکریہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۴؍۱؍۹۲ کے خطبہ جمعہ میں عالم گیر جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

" وقفِ جدید کی مالی قربانی پر نظر ثانی کریں بہت سے احمدی آج تو غربت اور تنگی کی حالت میں بھی ہر چند سے ہیں شامل ہیں وہ تقریباً اپنی استطاعت کی حد کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی خاطر وہ جو قربانیاں پیش کرتے ہیں یا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت دے گا۔"

(ناظم وقفِ جدید قادیان)

متقی

" لوگ بہت سی مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزار ہا مصائب کو پیدا کرنے کو کافی ہیں لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ متقی کے لئے ایک اور بھی وعدہ ہے لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (یونس) یعنی جو متقی ہوتے ہیں ان کو اسی دنیا میں بشارتیں سچے خوابوں کے ذریعہ ملتی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ صاحب مکاشفات ہو جاتے ہیں مکالمۃ اللہ کا شرف حاصل کرتے ہیں وہ بشریت کے لباس ہی میں ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں (ملفوظات جلد ...)

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE — UP
OFF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES, /GIFT/ITEMS ETC.
MAILLING ADDRESS 4378/48. MUKARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES: 011-3263992, 011-3282643-
FAX- 91-11- 3755121 SHELKA NEW DELHI

ارشادِ نبوی ﷺ
خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی
سب سے بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۹ مینگولین کلکتہ ۔ ۱ .... ۷

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
— (پیشکش) —
بانی پولیمرز کلکتہ ۔ ۴۶ .... ۷
فون نمبرز
43-4028-5137-5206

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹرز
سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ : خورشید کلاتھ مارکیٹ ۔ حیدری
نارتھ ناظم آباد ۔ کراچی ۔ فون : ۶۶۳۴۴۹

WANTED REPORTERS, AGENTS FOR NATIONAL HINDI WEEKLY "GHULAMI KI BERHIYAN"
MATTERS BY WRITERS CORDIALLY ENVALID ON NATIONAL, INTERNATIONAL, CURRENT PROBLEMS DIFFERENT TOPICS PROVISION OF TRANSLATION WILL BE AVAILABLE.
WILLING PERSONS MAY CONTACT.
ADRESS:- Mohammad Mustaqim,
G-4/B, 18 BANGLA
ITARSI PIN- 461111 (M-P)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان
phone:- 04524 - 649

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF: 6378622 RESI: 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO-6 TARUN BHARAT CO-OP-SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099

ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں
- (کشتی نوح) -
Starline
پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ ۔ ہوائی چپل نیز ربر
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
CALCUTTA-700015